أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

اسرار تصوف کا مخزن، روحانیت کا بحر زخّار، سلوک کا مجمّع، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ، مقامات مجدّدیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیّہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ، حقائق و معارف لدنیّہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ

یعنی رسالہ

ہدایۃ الطالبین

از تالیفات

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اردو و تصحیح

جناب علّامہ اجل حضرت الحاج مولٰنا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

سنہ ۱۳۴۴ھ
۱۹۲۶ء

ملنے کا پتہ:- الفیض دار الاشاعت چوک فرید امرتسر (پنجاب)

روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حسین پرنٹر و پبلشر کے چھپا

فہرست جدید رسالہ ہدایۃ الطالبین از تالیف شاہ ابو سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تمام شد فہرست جدید ایں سالہ از مصحح مکتوبات حضرت امام ربانی سلمہ اللہ تعالےٰ،

یا اللہ

حق حق

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد و صلوٰۃ کمینۂ درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں ابوسعید مجددی (دہلوی ۱۲)[1] نسباً وطریقۃً عُفی عنہُ وکانَ اللہُ لہٗ عوضاً عن کلّ شیءٍ[2] واضح مینماید کہ بعضے یارانِ طریقہ کہ للہ فی اللہ جلیس صحبت بودند، متصدع گردیدند، کہ آنچہ در راہِ سلوک اسرار و واردات بر تو وارد

حمد و صلوٰۃ کے بعد کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار ابوسعید (دہلوی) مجددی النسب والطریقت (اُسکے قصور معاف ہوں، اور ہر چیز کے عوض میں اُسکو خدا ہی ملے) بیان کرتا ہے کہ بعضے احباب طریقت جو للہ فی اللہ میری صحبت میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے، کہ جو اسرار اور واردات راہِ سلوک میں آپ

[1] اما نسباً فالشیخ ابوسعید قدس سرہ ابن الشیخ صفی القدر وہو ابن الشیخ عزیز القدر وہو ابن الشیخ محمد عیسٰی وہو ابن الشیخ سیف الدین وہو ابن الشیخ محمد معصوم وہو ابن الشیخ احمد سرہندی الملقب بالمجدد للالف الثانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم، واما طریقۃً فالشیخ ابوسعید اخذہا عن الشیخ غلام علی وہو اخذہا عن الشیخ میرزا مظہر جانجاناں عن الشیخ السید نور محمد البدایونی عن الشیخ سیف الدین عن الشیخ محمد معصوم عن الشیخ احمد السرہندی رحمہم اللہ تعالےٰ وافاض علینا من برکاتہم آمین یارب العالمین ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ

[2] لِكُلِّ شَيْءٍ اِذَا فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ ○ وَلَيْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ لمصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ

شدہ اند، و توجہ مشائخ کرام دریں راہ
کَشْفاً وَ وِجْدَ اناً دریافتہ، و اذکار و مراقبات
کہ در ہر مقام بعمل آوردہ، برائے ما بنویسیں
کہ آنرا سند خود دانستہ مُوافِق آں
معمول خود سازیم، حقیر گفت کہ مکتوباتِ
قُدسی آیاتِ اِمام ربّانی مجددِ الفِ ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی و کلام فرزندانِ
آنحضرت کہ بتفصیل تمام از مسائل و
اَسرارِ جمیع اَقسام مستغنی فرمائے ہر
خاص و عام است، و ہمچنیں با وجودِ
اختصار و ایجاز رسائل قطب الاقطاب
حضرت پیر دستگیر ما[1] کہ در نصائح و بیانِ
طریقہ تحریر یافتہ برائے طالبان راہِ
یقین کافی اند و بندہ را باین ہمہ عدم لیاقت
کہ حاصلِ روزگارِ خود دارد، دریں راہ
چیزے نگاشتن تحصیل حاصل است
چونکہ آں مخلصاں را بایں کمترین حسن
ظنے بمیاں بود ہرگز از سوال خود باز
نماندند و گفتند، کہ ہر کسے را بوقت
رخصت از مشائخ خود تبرکے عنایت

پروارد ہوئے ہیں، اور مشائخ کرام کی توجہ سے
اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعہ آپ نے
معلوم کئے ہیں، اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں
آپکے عمل میں آئے ہیں، آپ ان سبکو ہمارے
واسطے تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگ اُنکو اپنی سند سمجھکر
اُنکے موافق اپنا معمول ٹھیرائیں، اس حقیر نے جواباً
کہا، کہ امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کے مکتوبات قدسی آیات اور آپکے فرزندوں کا کلام جو
کہ پوری تفصیل کیساتھ تمام قسموں کے مسائل و
اسرار سے ہر خاص و عام کو استغنا بخشنے والا ہے،
اور نیز ہمارے پیر دستگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ
نصائح و بیان طریقت میں معرض تحریر میں آچکے ہیں
باوجود اختصار و ایجاز کے طالبان راہ کیلئے کافی
وافی ہیں، اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے
اس بارہ میں قلم اُٹھانا محض تحصیل حاصل ہے
اُن مخلصوں کو اس کمترین کے ساتھ چونکہ حسن
عقیدت تھی، لہٰذا اپنے اُسی سوال پر مُصِر
رہے، اور کہنے لگے، کہ ہر ایک شخص کو رخصت
کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ
تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے، ہم لوگ

[1] یعنی صاحب کمالات سنیہ و مقامات رفیعہ حضرت خواجہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالےٰ

میشود ماکہ باوطانِ خود باز گردیم، ہمیں
تحریرِ ترا تبرکِ خود سازیم، ہرچند از
باعثِ عدمِ فرصت بلّیت ولعلّ می
پرداختم، لیکن از سوالِ ایشان چارہ
نداشتم، چونکہ از اتفاقاتِ زمانہ واردِ
بلدۂ لکھنؤ گردیدم، فی الجملہ فرصتے
دست داد، لہٰذا باوجود نااہلیِ خود از
اجابتِ مسئول چارہ ندیدم، وآنچہ دریں
راہ بتوجہ پیرانِ کبار بریں خاکسار ورود
یافتہ، اظہاراً للشکر[1] کہ مامور بہ است
تحریر نمودہ میشود، لیکن باید دانست
کہ آنچہ دریں رسالہ تحریر یافتہ، از وارداتِ
وکشوفِ خود کہ از فضلِ الٰہی و توجہِ
حضرت پیر دستگیر کہ عنقریب نام نامی
آنحضرت ذکر میاید، ایں ذرہ ہیمقدار
را عنایت گردیدہ، قلمی میگردد، مگر در
بعضے جاہا کہ تفصیلے وتطویلے کردہ
ام، از معلومات ومسموعات نیز تحریر یافتہ
است، واز تقلیدِ صرف و دریافتِ علمی
محض نہ فہمند، وکفیٰ باللّٰہِ شہیداً او

جو اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں آپکی
اس تحریر ہی کو اپنے لئے تبرک سمجھیں گے
ہرچند میں عدم فرصت کے باعث لیت ولعل کرتا
مگر اُن کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھتا، پھر
چونکہ اتفاقات زمانہ سے لکھنؤ شہر میں میرا جانا ہوا
توکسیقدر فرصت مل گئی لہٰذا باوجود اپنی عدم
لیاقت کے اُنکے سوال کا جواب دینے سے کوئی
چارہ نہ دیکھا، اور اس راہ میں پیران کبار کی توجہ سے
اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اظہاراً للشکر
جو کہ شرعاً مامور بہ ہے، لکھا جاتا ہے، لیکن جاننا
چاہیئے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی
واردات وکشوف ہیں، جو خدا کے فضل سے حضرت
پیر دستگیر کی توجہ کی طفیل جن کا نام نامی
عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ ہیمقدار کو عنایت
ہوئے، مگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور
طوالتِ کلام اختیار کی ہی، وہاں اپنے
معلومات اور مسموعات بھی درج کر دیئے
ہیں، انہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت
ہی خیال نہ کریں، اور اس پر خدا ہی کافی
گواہ ہے، اور وہی مجھ کو بس ہے، اور وہی

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ رواہ احمد والترمذی ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

هُوَ حَسْبِی وَنِعْمَ الْوَکِیْل، چونکہ عنایتِ
اَزَلی شاملِ حال ایں فقیر گردید، بتاریخ
ہفتم ماہ محرم الحرام ابتدائے سنہ
یکہزار و دو صد و بست و پنج (۱۲۲۵) از ہجرتِ
رسالت پناہی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمَ در حضرتِ دہلی بقدمبوسی حضرتِ
قُطْبُ الْاَقْطاب غوثُ الشَّیخ وَالشَّباب
مجدّد مائۃ ثلٰثۃ عشر (۱۳) نائبِ حضرتِ
خیر البشر خلیفۂ خدا مروّجِ شریعت مصطفےٰ
کہ لقب آنحضرت از حضرت خاتمیت
عبداللہ است، واسم سامی ایشاں از
جناب حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ
علی است، اَلْمُشْتَہِرُ فِی الْآفاق حضرتِ
غلام علی الدہلوی الاحمدی اَفَاضَ اللّٰہُ
اِفَاضَتَہٗ عَلٰی مَفَارِقِ الطَّالِبِیْنَ مشرف
گردید، نوازش فرمودہ قبولش کردند، و
بشغلِ اسم ذات، و نفی و اثبات، و مراقبۂ
احدیّت و معیّت امر فرمودند و توجّہات
بر لطائف خمسہ عالم امر نمودند، در چند
روز لطائف را جذبات الٰہیہ در رسید
و ایں لطائف را سیر بطرفِ اصول خود ہا

بہت اچھا کارساز ہے، پھر جب عنایت ازلی
اس فقیر کے شامل حال ہوئی، تو محرم الحرام کی
ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی
شریف میں حضرت قطب الاقطاب (غوث
پیر و جوان مجدد وقت نائب پیغمبر خلیفہ خدا
مروج شریعت عزّ المشتہر فی الآفاق کہ لقب
مبارک اُن کا حضرت خاتمیت سے عبداللہ
ہے، اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے علی
ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی
مجددی اللہ تعالیٰ طالبان راہ حق کے سر پر اُن کا
سایہ قائم و دائم رکھے) کی قدمبوسی کا شرف
مجھ کو حاصل ہوا، آپ نے نہایت مہربانی فرماکر
اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمالیا، اور اسم
ذات (اللہ) اور نفی و اثبات (لا الٰہ الا
اللہ) کے شغل کا اور نیز احدیت و معیت کے
مراقبہ کا مجھ کو حکم دیا، اور میرے لطائف پنجگانہ
عالم امر پر توجہات فرمائیں، بفضلہ تعالےٰ
چند ہی روز میں لطائف کو جذبات الٰہیہ
نے آ پایا، اور ان لطائف کو اپنے اصول
کی جانب سیر حاصل ہوئی، جو کہ فوق العرش
ہیں، اور لامکانیت کے ساتھ بھی تعلق رکھتے

کہ فوقِ عرشِ مجید اند، و بلامکانیئت تعلّق دارند، واقع شد، و فنائے جذبہ کہ عبارت از عدمیّت ست، حاصل گردید، و سیرِ دائرہ امکانؔ تمام نمودہ، باصلِ اصولِ خود کہ در دائرہ ولایتِ صغریٰ است عُروج فرمودند، و فنا و بقا در انجا نیز حاصل گشت و انوار و اَسرار ایں ہر دو دائرہ موافقِ استعدادش فائض گردید فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ، چوں سیر ایں دو دائرہ مرقوم گردید، لازم آمد، کہ چیزے تفصیل در بیانِ لطائف عشرہ نمودہ شود

فصل

در بیانِ لطائفِ عشرہ و مشغولیٔ آں

بدانکہ حضرتِ امام ربّانی اعنی مجدد الف ثانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ و تابعانِ ایشاں تحقیق فرمودہ اند، کہ انسان مرکّب از دہ لطیفہ است پنج از عالم امر و پنج از عالم خلق آں پنج کہ از عالم امر اند قلب

ہیں، اور فنائے جذبہ یعنی عدمیت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کر کے اپنے اصل الاصول کی طرف جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا، اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار و اَسرار بھی حسب حیثیت حاصل ہوئے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ، چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہٰذا ضروری ہوا، کہ یہاں پر لطائف دہ گانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کیجائے۔

فصل

دس لطیفوں اور انکی مشغولی کی بیان میں

جاننا چاہیے، کہ حضرت امام ربّانی مجدد الفِ ثانی رضؓ اور آپ کے متبعین کے نزدیک ثابت ہوا ہے، کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے، پانچ تو عالم امر سے ہیں، اور پانچ عالم خلق سے، عالم امر کے پانچ یہ ہیں، قلب

؎ بدانکہ تعبیر از مقامات و درجات قرب کہ بکشف صحیح و معاینہ صریح دیدہ اند، بدائرہ مناسب یافتہ اند، کہ آن مقامات بے جہت و بیچون است، و دائرہ ہم بے جہت است ۱۲ ؎ یعنی دائرہ امکان و دائرہ ولایت صغرای ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالے

اصل الاصول دائرہ امکان نا تمام نمودہ

و روح و سر و خفی و اخفیٰ است [۱] و لطائف عالم خلق لطیفہ نفس و عناصر [۲] اربع [۳] است و عالم امر آنرا گویند، کہ بمجرد امر کن بظہور آمدہ است، و عالم خلق آنرا گویند کہ بتدریج مخلوق گردیدہ، و دائرہ امکان متضمن این ہر دو [۲] عالم است

دائرہ امکان
عالم امر
اصل اخفی
اصل خفی
اصل سر
اصل روح
اصل قلب
عرش
عالم خلق
نفس
خاک آب باد آتش

نیمۂ دائرہ امکان از عرش تا ثریٰ است و نیمۂ آن بالائے عرش است و عالم امر در نیمہ بالا ست، و عالم خلق زیر عرش است چونکہ اللہ تعالیٰ ہیکل جسمانی انسانی را آفریدہ لطائف عالم امر را بمواضع چند از جسم انسان تعلقے و تعشقے بخشید، قلب [۳] را زیر پستان چپ بفاصلہ دو [۲] انگشت مائل بہ پہلو، و روح را زیر پستان راست بفاصلہ دو [۲] انگشت و سر را برابر پستان چپ بفاصلہ

روح [۲]، سر [۳]، خفی [۴]، اخفیٰ [۵] اور عالم خلق کے پانچ یہ ہیں، نفس [۱] اور عناصر [۲] اربع (پانی آگ ہوا خاک) عالم امر وہ ہے، جو فقط امر کن سے ظاہر ہوا، اور عالم خلق وہ ہے، جو تبدریج پیدا ہوا، اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل ہے، اُس کا زیریں نصف حصہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے، اور اُسکا بالائی نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے، عالم امر اُس کے بالائی نصف حصہ میں ہے، اور عالم خلق اُس کے نصف حصہ زیریں میں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل وصورت) کو پیدا فرمایا، تو عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو [۲] انگلی نیچے مائل بہ پہلو، اور روح کو دائیں پستان سے دو [۲] انگلی نیچے، اور سر کو بائیں پستان کے برابر دو [۲] انگلی سینہ کی طرف، اور خفی کو دائیں پستان کے برابر دو [۲] انگلی سینہ کی طرف، اور اخفیٰ کو عین وسط سینہ

[۱] از آب و آتش و باد و خاک ۱۲ [۳] یعنی بایں ہیچ کہ قلب را ۱۲ منہ ۱۲ المسعود سلمہ اللہ تعالیٰ

دو انگشت بطرفِ سینہ وخفی را برابر پستانِ راست بفاصلہ دو انگشت بطرف سینہ و اخفیٰ را در وسطِ سینہ تعلق بخشید، حتیٰ کہ ایں لطائف خود را و اصل خود را کہ انوار مجرّدہ بودند، فراموش ساختہ باایں پیکرِ جسمانی ظلمانی در ساختند، و تعشّق خود را بایں ظلمت کدہ در باختند، عارف رومی قدس سرہٗ میفرماید، وظلمانی گرویدند ۱۲

مثنوی اجامی

پایہ آخر آدم ست و آدمی
گشت محروم از مقامِ محرمی
گر نگردد باز مسکین زین سفر
نیست از وے ہیچکس محروم تر

چوں عنایت بیغایت حضرتِ حق سبحانہ شاملِ حال بندہ میشود، او را بخدمتِ دوستے از دوستان خود میرساند، آں بزرگ او را بریاضات و مجاہدات امر فرمودہ، تزکیہ و تصفیہ باطنش میفرماید و بکثرت اذکار و افکار لطائفش را بسوئے

میں عشقی تعلق عطا فرمایا، اس تعلق نے اس حد تک ترقی کی، کہ ان لطائف نے اپنے آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے کے ساتھ موافقت کر لی، اور اپنا پورا تعشق اسی تاریک محل میں صرف کر دیا، عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں،

مثنوی

پایۂ آخر آدم است الخ ترجمہ انسان[لہ] (غیر کامل) بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے، اور انسان ہی رازدانی اور رازداری کے مقام سے محروم ہے، یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے، تو اس سے بڑھکر کون محروم ہو سکتا ہے جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہو جاتی ہے، تو اسکو اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں، پھر وہ بزرگ اسکو (اس کے مناسب حال) ریاضتوں اور مجاہدوں کا حکم فرما کر اسکے باطن کا تزکیہ و تصفیہ فرماتے ہیں کہ

لہ سب سے آخر رتبہ ہے انسان کا
گر نہ لوٹے اس سفر سے یہ گدا
رتبۂ انسان ہے سب سے اخیر
اس لئے محروم ہی یہ رہ گیا
ہے پھر اس کے حال پر واحسرتا
اس لئے محروم تر ہے یہ فقیر

اُصول خود متوجہ میگردانند، چونکہ ہمتِ طُلّاب در ینوقت قاصر اُفتاد، پیرانِ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اوّلاً طالب رابطریق ذکرامر میفرمایند، و بجائے ریاضات و مجاہدات شاقہ[۱۲ دشوار] بتوسط[میانہ روی ۱۲] در عبادات و اعمال حکم می نمایند، و حدّ اعتدال را در جمیع اوقات و احوال مرعی میدارند، و توجہات خود را کہ چند اربعین[چلہ ۱۲] برابر یکے ازاں نمیتواند شد، ہر روز بطریق سبق در حقِ طالب بکار مے برند

بیت

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردہ[۱] و طعنہ زند بر چلہ

و طالباں را باتباع سنت[نبویہ ۱۲] و اجتناب از بدعت امر مے فرمایند و ہمّا اَمکَنَ[حتی المقدور] عمل برخصت[نامرضیہ ۱۲] در حق او تجویز نمی نمایند[۲] لہٰذا ذکر خفی را در طریقہ خود اختیار فرمودہ اند، کہ در حدیث شریف ہفتاد[۳] درجہ فضلِ آن بر ذکر جہر ثابت است، و

اور کثرت اذکار و افکار کے ذریعہ اُس کے لطائف کو اُنکے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے ہیں، موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت ہی قاصر ہوگئی ہیں، لہٰذا مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر فرماتے ہیں، اور بجائے مشکل ریاضتوں اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی کا حکم کرتے ہیں، اور حدّ اعتدال کا تمام اوقات اور احوال میں خیال رکھتے ہیں، اور اپنی توجہات کو جو کئی چلہ کشیاں اُن میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہوسکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید کے حق میں استعمال کرتے رہتے ہیں، بیت آنکہ بہ تبریز یافت الخ ترجمہ جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر بھی پڑگئی، وہ تو دہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ کشی پر تمسخر اُڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے، (اور مشائخ نقشبندیہ) اپنے مریدوں کو سنت کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے ہیں، اور حتی المقدور اُنکے حق میں رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے، اسی واسطے اُنہوں نے ذکر خفی

[۱] قولہ بردہ یعنی خلوت دہ شبانہ روزہ و قولہ چلہ یعنی خلوت چہل شبانہ روزہ ۱۲ [۲] بلکہ امر بعزیمت مے فرمایند ۱۲
[۳] فقد اخرج ابو یعلی الموصلی فی مسندہٖ عن عائشہ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لعلم سلمہ اللہ تعالے

دریں طریقہ سہ اشغال معمول ست،
شغلِ اول ذکر ست، اسم ذات
باشد، و یا نفی و اثبات اولاً طالب را بذکر
اسم ذات امر میفرمایند، طریقش آنست کہ
طالب را باید، کہ اول قلب خود را از جمیع
خطرات و حدیثِ النفس نہی کند و اندیشہ
گذشتہ و آیندہ را از قلبِ خود نفی فرماید
و برائے رفع خواطر التجا و تضرع بجنابِ
حضرت حق سبحانہٗ نماید، و تصور صورت
بزرگے کہ ازو تلقینِ ذکر یافتہ، مقابل
دل یا درون دل نگاہ داشتن برائے
رفع خواطر اثرے تمام دارد، و ہمیں
تصور صورت شیخ را ذکر رابطہ میگویند
بعد ازاں مشغول بذکر شود، لیکن وقوفِ
قلبی را رعایت فرماید (یعنی بعد رفع خواطر و حدیث نفس ۱۲)، کہ ذکر تنہا بے
نگاہداشت خواطر و بے وقوف قلبی فائدہ

ہی کو اختیار کر رکھا ہے، کہ حدیث شریف
سے ذکر جہر پر ستر (۷۰) درجہ اُس کی فضیلت ثابت
ہے، اور اس طریقہ (نقشبندیہ) میں تین اشغال
معمول بہا ہیں، پہلا شغل ذکر ہے، اسم ذات
(اَللہ) ہو، یا نفی اثبات، اول اول مرید کو اسم
ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں، اُس کا طریقہ
یہ ہے، کہ طالب (مرید) کو چاہیے، کہ پہلے اپنے
دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کا سلسلہ)
سے پاک و صاف کرے، اور گذشتہ اور آیندہ کے اندیشہ کو
بھی دل سے نکال ڈالے، اور خطرات و خیالات دور
کرنیکیلئے جناب الٰہی میں خوب تضرع و زاری کرے، اور انکے
دور کرنیکے لئے اُس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال
جس سے اسنے وہ ذکر حاصل کیا ہے، دل کے مقابل یا دلکے
اندر محفوظ رکھنا پورا پورا اثر رکھتا ہے، اور اسی تصور
صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں، خطرات و
حدیث نفس سے دلکو پاک کرنیکے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی

فا — بیان اشغال سہ گانہ

نفس

فا — ذکر رابطہ و تصور صورت شیخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) یفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا - اذا کان یوم القیمۃ جمع اللہ الخلائق لحسابھم وجاءت الحفظۃ بما حفظوا وکتبوا قال لھم انظروا ابل بقی لہ من شئ فیقولون ما ترکنا شیئًا مما علمناہ وحفظناہ الا وقد احصیناہ وکتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنا لا تعلمہ وانا اجزیک بہ وھو الذکر الخفی - ذکرہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الاخرۃ ۱۲ مرقاۃ ۱۲ از حواشی حصن حصین خبرری لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ -

نمی بخشد، و داخلِ حدیث النفس ست

امام الطریقہ حضرتِ شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوفِ عددی را چنداں لازم نمی شمردند، و وقوفِ قلبی را از شرائط و واجبات میفرمودند، و وقوفِ قلبی عبارت است، از توجہ طالب بسوئے دل خود و توجہ دل بسوے ذات الٰہی کہ مسمّٰی اسم مبارک اللہ است، پس باین ذکر و باین نگاہداشت خواطر و باین وقوف قلبی مشغول باید شد، تا کہ حرکتِ ذکر از دل بسمع خیال برسد، باز از لطیفۂ روح ہمچنیں ذکر نماید باز از لطیفہ سِر باز از لطیفہ خفی باز از لطیفہ اخفی باز از لطیفۂ نفس کہ محل آں در وسطِ پیشانی ست، ذکر نماید، باز از تمام بدن کہ آنرا لطیفۂ قالبیہ میخوانند، اینقدر ذکر نماید، کہ از ہر رگ و پٹّہ و از ہر بُن موئے آوازِ ذکر بسمع خیال برسد و ایں ذکر را در طریقہ سلطان الاذکار گویند، باز ذکر نفی و اثبات یعنی لا الٰہ الا اللہ طالب را تلقین میفرمایند، طریقش آنست کہ نفس را زیر ناف حبس نمودہ، لفظ لا را

میں مشغول ہو، لیکن وقوف قلبی کی رعایت نہایت ضروری امر ہے، کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھہ فایدہ نہیں کرتا، بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوف عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے، اور وقوفِ قلبی کو تو منجملہ شرائط و واجبات کے شمار فرماتے ہیں، اور وقوفِ قلبی دو چیز کے مجموعہ کا نام ہے، طالب کی توجہ اپنے دل کیطرف اور اسکے دل کی توجہ ذات الٰہی کیطرف جو اسم مبارک اللہ کا مسمّی و مصداق ہے، پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کیساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہیے، کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں جا پہنچے پھر اسیطرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر لطیفہ سر سے، پھر لطیفہ خفی سے پھر لطیفہ اخفی سے پھر لطیفہ نفس سے، جسکا مقام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا رہے، پھر تمام بدن سے جسکو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں اسقدر ذکر کرے، کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے، اور آخر الذکر ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں، حضرات نقشبندیہ اسکے بعد مرید کو نفی و اثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں اسکا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے تلے بند

سلطان الاذکار

لہ بالفتح عصب ہندی پٹھا ۱۲

ازناف برداشتہ تاپیشانی رساند والٰہ را
ازانجا بکتفِ راست آوردہ الا اللہ را بر
قلب ضرب نماید، بطوریکہ گذرِ آں برہمہ
لطائف افتد، واثرِ ذکر بہمہ جوارح و
اعضا برسد، وایں ذکر را دریں طریقہ بیحرکت
اعضا وجوارح میکنند، واگر حبس نفس
چیزے ضرر نماید بے حبس ذکر بکند، کہ
حبس شرط نیست، ومعنی کلمہ را ملحوظ دارند
کہ نیست ہیچ مقصودِ من بجز ذاتِ پاک
بعد از چند بار ذکر ایں الفاظ در دل بگذارد
کہ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو
محبت ومعرفتِ خود دِہ وایں را بازگشت
گویند، لیکن چوں حصرِ نفس نماید، پس باید
کہ نفس را بر عددِ طاق بگذارد (بموجب حدیث ۱۲)، لہٰذا ایں
ذکر را وقوف عددی (بلاتعیین ۱۲) گویند، کہ سالک
واقف عدد میباشد، ووقتیکہ نفس را فرو
میگذارد باید کہ لفظ محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم ضم نماید وباید کہ
در ہر حال چہ نشستہ وچہ برخاستہ (پیوست کند ۱۲)، وچہ
وقت خوردن وآشامیدن ہر وقت و
ہر آن مشغول بذکر ونگاہداشتِ خواطر و

کرے لفظ لا کو ناف سے اُٹھا کر پیشانی تک لیجائے
اور لفظ الٰہ کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر
لفظ الا اللہ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے، کہ
تمام لطائف پر جالگے، اور اُس کا اثر تمام جوارح و
اعضا تک جا پہنچے، اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے
اجزا اور اعضا کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں، اور اگر
دم بند کرنا کچھہ نقصان دے، تو اُس کے بغیر ہی ذکر
کرے، کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے، اور ذکر میں کلمہ
شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں، کہ (خدا تعالے کی ذات
پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں) کئی بار ذکر
کرنیکے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے
رہتے ہیں، کہ (ای خدا تو ہی اور تیری ہی رضا میرا
مقصود ہے، مجکو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما) اور
اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں، لیکن یہ
بھی معلوم رہے، کہ حبس دم کیصورتمیں طاق عدد پر اپنا دم
چھوڑا کرے، اسیواسطے اس ذکر کو وقوف عددی سے
تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ سالک ذکر کے عدد وشمار سے واقفکار
اور آگاہ رہتا ہے، یہ بھی جاننا چاہیے، کہ جب دم چھوڑے
تو لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
کے ساتھ ملالیا کرے، اور لازم ہے، کہ ہر حال میں
اُٹھتے، بیٹھتے، کھاتے، پیتے ہر وقت وہر لحظہ

بازگشت

وقوف عددی

وقوفِ قلبی باشد، تاکہ باطن را تصفیہ حاصل
آید، و دل را توجہے و حضورے بطرفِ
حق سُبْحَانَہٗ پیدا شود، علامتِ تصفیہ
اہل کشف را ظاہر شدنِ انوار است و ہر
لطیفہ را نورِ علیحدہ مقرر فرمودہ اند، نور
قلب زرد و نور روح سرخ و نورِ سر سفید
و نور خفی سیاہ و نورِ اخفی سبز و این انوار
را اول بیروں باطن خود مشاہدہ میکنند
و ہمیں را سیر آفاقی میگویند، بعد ازاں
انوار را درونِ باطن خود احساس میکنند
و این را سیرِ انفسی[1] میفرمایند، از زبان
مبارک حضرت پیر دستگیر خود شنیدہ ام
کہ سیر آفاقی تا زیر عرش ست، و سیرِ انفسی
از عرش بالا ست، یعنی وقتیکہ لطائف از
قالب بر آمدہ باصول خود عروج می نمایند
تا وقتیکہ بعرش برسند سیرِ آفاقی ست و چوں
فوق عرش ایشانرا جذبے و عروجے پیدا
شود، سیر انفسی شروع میشود تخصیصکہ کشف

ذکر و نگہداشت و وقوف قلبی کا شغل رکھے، تاکہ
تصفیہ باطن حاصل ہو، اور حق سبحانہ کیطرف کی توجہ
اور حضور پیدا ہو جائے، تصفیہ باطن کی علامت
اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر
ہونا ہے، اور اُنکا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے،
اور مشائخ کرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا
اور مقرر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ قلب کا نور زرد ہے
اور روح کا نور سرخ اور سر کا نور سفید اور خفی کا سیاہ،
اور اخفی کا نور سبز، طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر
مشاہدہ کرتا ہے، اور اسکو سیر آفاقی کہتے ہیں، اور پھر
ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے، اور اسکو
سیر انفسی کہتے ہیں، حضرت پیر دستگیر کی زبان مبارک
سے میں نے خود سُنا ہے، کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے
ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی
اوپر ہے، یعنے لطائف مذکورہ قالب سے نکلکر جب اپنے
اصول کیجانب عروج کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں تو
انکا عرش تک پہونچنا سیر آفاقی ہے، اور پھر جب
عرش سے اوپر اُنکو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے،

[1] قال اللہ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ الخ ۱۲ [2] و ہر لون کہ غیر ازیں الوان بنظر در آید
بداند کہ آمیزش از یکدیگر است، بدانکہ بیان ولایت ہر لطیفہ و فناء آن اندریں رسالہ عنقریب مذکور
خواہد شد، منتظر باید بود ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

دارد، دیدن انوار وسیر خود را دریافت مینماید
وصاحب کشف عیانی دریں زمانہ بسبب
مفقود شدن اکل حلال کم ست واکثرے
طلاب دریں وقت صاحب کشف وجدانی
میباشند، واین وجدان هم نحوے از
کشف است، وفرق درمیان کشف
عیانی وکشف وجدانی آنست، کہ صاحب
کشف عیانی عیاناً می بیند، کہ از مقامے
بمقامے سیر مینماید، وصاحب وجدان اگرچہ
عیاناً نمی بیند، اما تبدل احوال وتغیر واردات
را بادراک خود دریافت میکند، چنانچہ هوا
بنظر نمی آید لیکن درادراک (بواسطہ قوت لامسہ) محسوس میشود
واگر کسے بادراک وجدانی هم حالات خود
را دریافت نکند، بشارت مقامات اورا
دادن طریقہ را بدنام کردن ست شغل
دوم مراقبہ است ومراقبہ عبارت از انتظار
فیض ست، از مبدء فیاض ولحاظ وارد
شدن آن فیض بر مورد خود یعنی فیضیکہ از (حق تعالی جلشانہ ۱۲ منہ)
حضرت حق وارد میشود، بر لطیفہ از لطائف
سالک آں لطیفہ را مورد فیض میگویند لهذا
در هر مقام مراقبہ از مراقبات معین فرمودہ

تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہوجاتا ہے صاحب کشف
تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا
جاتا ہے، مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونیکے
باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے
ہیں فی زمانہ اکثر طلاب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا
کرتے ہیں، اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے اور ان
دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ
ہے، کہ صاحب کشف عیانی عیاناً وظاہراً دیکھتا جاتا ہے
کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر ونقل وحرکت کرتا جا رہا ہے
اور صاحب وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر ونقل وحرکت کا مشاہدہ
نہیں کر سکتا، مگر اپنے حالات وارادات کے تغیر وتبدل کو
اپنے ادراک کیساتھ دریافت کرتا جاتا ہے، جیسے ہوا جو
بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی، لیکن قوت ادراکیہ تو اسے بتوسط
لامسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے، اور جو شخص اپنے
حالات ادراک وجدانی کیساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا
اسکو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ
فقراء کو بدنام کرنا اور اسکی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے،
دوسرا شغل مراقبہ ہے، اور مراقبہ مبدأ فیاض اللہ
تعالیٰ سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر
اس فیض کے وارد ہونیکا خیال رکھنے کو کہتے ہیں، جو فیض
کہ حضرت حق سبحانہ کیطرف سے سالک کے لطائف میں

اند، در دائرہ امکان **مراقبہ احدیت**
وآن عبارت ست، از مراقبہ ذاتیکہ [چنانچہ ۱۲ گفتہ اند] جامع
جمیع صفاتِ کمال ست، و منزّہ است
از جمیع نقصانات کہ مسمّیٰ اسم مُبارک
اللہ است، ولحاظ مینمایند کہ فیض ازاں
ذات بر لطیفہ قلب وارد میشود، و ایں
مُراقبات را گاہے بے ذکر ہم مے
کنند، و ذکر بے مراقبہ مفید نیست،

شغل سوم ذکر رابطہ است

وآن عبارت از نگاہداشتن صورت
شیخ است، در نظر کہ خود یا درونِ دلِ
خود یا صورت خود را [ذہن ۱۲] صورتِ شیخ تصوّر
مینماید، وچوں رابطہ غالب مے آید در
ہر چیزے صورت شیخ بنظر مے در آید
ایں را فنا فی الشیخ میگویند، وایں احوال
بریں تباہ حال، [حضرت مصنف رح] نیز در ابتدا ورود یافتہ
بود، کہ از عرش تا ثریٰ [خاک نمناک یعنی زیر زمین ۱۲] صورت حضرت
شیخ خود محیط مے یافتم، و جمیع حرکات
وسکنات خود را حرکات وسکناتِ آنحضرت [خواجہ عبداللہ عرف غلام علی رح]
مے دیدم **بیت**
در و دیوار چوں آئینہ شد از کثرتِ شوق

کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہی، اُس لطیفہ کو اسکا موردِ فیض کہتے
ہیں اسیواسطے مشائخ کرام نے مراقبات میں سے ہر ایک مقام کے
مناسب ایک ایک مراقبہ فرما دیا ہے، چنانچہ دائرہ امکان میں مراقبہ
احدیت کا امر کیا ہے اور مراقبہ احدیت اُس ذات عالیہ کے مراقبہ
کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک عیب و
نقصان سے منزہ و پاک اور اسم مبارک اللہ کا مسمّیٰ مصداق ہے اور اس مراقبہ
میں اس امر کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ اُس ذات پاک کا فیض لطیفہ قلب پر
وارد ہو رہا ہے، اور ان مراقبات کو کبھی کبھی بغیر ذکر کے استعمال
کرتے ہیں اور خالی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں ہے تیسرا شغل ذکر
رابطہ ہے، اور اسکی کئی صورتیں ہیں (۱) اپنے شیخ و پیر کی
صورت و شکل کو اپنے ذہن میں نگہ رکھنا (۲) اُسکی شکل و صورت
کو اپنے دل کے اندر محفوظ رکھنا (۳) اپنی صورت کو شیخ کی صورت
خیال کرنا، اور رابطہ جب مرید پر غلبہ کرتا ہے، تو ہر چیز میں
اُس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے، اور اس حالت
کا نام فنا فی الشیخ ہے، معلوم رہے، کہ یہ تمام احوال اس
خراب حال حضرت مصنف پر بھی شروع شروع میں وارد
ہوئے تھے، حتیٰ کہ عرش سے لیکر فرش تک اپنے حضرت
شیخ کی صورت کو محیط پاتا، اور اپنے حرکات و سکنات کو اپنے
حضرت شیخ کے حرکات سکنات دیکھتا، بیت ہر در و
دیوار چوں الخ ترجمہ، ہر در و دیوار مارے شوق
کے آئینہ سا ہو گئے، اب جدھر دیکھتا ہوں، اُدھر

ہر کجا مے نگرم روئے ترا مے بینم
باید دانست، کہ طریقۂ رابطہ اقرب طُرق
ست، و منشأ ظہور عجائب و غرائب ست
حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ اند، کہ ذکر
تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل
نیست، و رابطہ تنہا برعایت آداب صحبت
کافی است،

فصل

دربیان سیر و سلوک ارباب قلوب

کہ در دائرہ ولایت صغریٰ میشود، معمول حضرت
پیر دستگیر و خلفائے ایشاں چناں ست
کہ اول توجہ برائے القائے ذکر در لطائف
طالب میفرمایند، و طریق توجہ کردن ایں
ست، کہ قلب خود را مقابل قلب طالب
داشتہ، التجا بجناب الٰہی نمودہ، استمداد از
مشائخ کرام فرمودہ، کہ انوار ذکر کہ در قلب
من از جناب پیران کبار رسیدہ است، در
در قلب ایں طالب درآید، و توجہے و ہمتے
بسوئے قلب او میفرمایند، از عنایت الٰہی

تو ہی تو ہے، جاننا چاہیے، کہ رابطہ کا راستہ
اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک
راستہ ہے، علاوہ براں عجائب و غرائب
کے ظہور کا منشا اور ذریعہ بھی ہے، حضرت
خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
فرمایا ہے، کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنافی الشیخ کے
منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا، اور خالی رابطہ صحبت کے
آداب کی رعایت کیساتھ کفایت کر سکتا ہے،

فصل

ارباب قلوب کے سیر و سلوک کے بیان میں

جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے حضرت
پیر دستگیر اور آپکے خلفاء کا معمول یہ ہے، کہ اوّل اوّل
طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے
ہیں، اور توجہ دینے کا اُن کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ
اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کر کے جناب الٰہی
سے توسل حضرات مشائخ کرام یوں عرض کرے، کہ
خداوندا جو انوار ذکر پیران کبار سے مجھکو حاصل ہوئے
ہیں، اور میرا دل اُنسے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب
کے دل پر ڈالدے، اور اُنسے اسکے دلکو منور فرما دے
پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب

در چند توجہ حرکتِ ذکر در قلبِ او پیدا آید
وُ ہمچنیں روحِ خود را مقابلِ روحِ او داشتہ
توجہ کند، کہ نورِ ذکر کہ در لطیفۂ روحِ من
از ارواحِ پیراں رسیدہ است، در روحِ
طالب اِلقا میکنم، و ہمچنیں بر دیگر لطائف
او کہ سِر و خفی و اُخفی و لطیفۂ نفس و قالب
اوست، متوجہ شدہ اِلقای ذکر فرماید، چوں
اجرای ذکر در ہمہ لطائف طالب شد، ذکرِ
نفی و اثبات او را تلقین فرمودہ، توجہ
برائے اُلقائے نسبتِ جمعیت و حضور
فرماید کہ جمعیت عبارت از بیخطرگی یا کم
خطرگیِ قلب است، و حضور عبارت از
پیدا شدنِ توجہ است، در قلب بسوئے
حضرتِ حق سُبحانہٗ و چوں جمعیت و حضور
در قلب طالب پیدا شد، پس قلبِ طالب
را از ہمتِ خود بسوئے فوق جذب فرماید
و اکثرے را دیدہ ام، کہ اول جذب را
اِدراک مینمایند و وقتیکہ لطیفہ از قالب
بر آید نسبت حضور را ادراک مینمایند، و
وقتیکہ لطیفہ از قالب بر آید نسبتِ حضور
را اِدراک میکنند، ہمیں طریق برائے

تعریف جمعیت و حضور

کیطرف مصروف رکھے، حق سُبحانہٗ سے
امید قوی ہے، کہ چند ہی بار کی توجہ سے اُس کے
قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائیگی، پھر اسیطرح
اپنی روح کو اسکی روح کے مقابل رکھکر توجہ کرے
اور خیال میں لاوے، کہ پیراں عظام کے ارواح
شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے
میں اُسکو اس طالب کے روح میں اِلقا کرتا ہوں، اور اسی
طرح اُس کے دوسرے لطائف اسِر و خفی و اخفیٰ و لطیفہ
نفس و قالب پر متوجہ ہو کر ذکر القا کرے، پھر طالب کے
تمام لطائف میں ذکر جاری ہونیکے بعد نفی و اثبات کا
ذکر تلقین فرما کر جمعیت و حضور کی نسبت اِلقا کرے، دل
کے بیخطرہ یا کم خطرہ ہونیکو جمعیت کہتے ہیں اور حضرت
حق سبحانہ و تعالےٰ کیطرف طالب کے دل میں توجہ پیدا
ہونیکو حضور کہتے ہیں، اور جب طالب کے قلب میں حضور
و جمعیت پیدا ہو جائے، تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت
اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے
(کھینچ لیجائے) میں نے (مصنف رحؒ) اکثر طُلّاب کو دیکھا
ہے، کہ اول جذب کا ادراک کرتے ہیں، اور جب
لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے، تب نسبتِ حضور
دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے، کہ اسی طرح
جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے

فیضِ ہر مقامے کہ توجہ کند، خود را مُنصَبِغ (رنگین ۱۲)
برنگِ آنمقام ساختہ، فیضِ آنمقام را در
باطن طالب اِلقا فرماید، و مُوردِ آں فیض
را نیز ملحوظ دارد، بدانکہ دلِ آدمی بسببِ
کثرتِ علائق و عوائق مثلِ انگشتِ[لہ] سیاہ
و بے نور شدہ است، (باز دارندہ ۱۲) و خود را و اصلِ خود
را فراموش ساختہ، چوں در صحبتِ مرشدِ
کامل طالب صادق می آید، شیخ او را توجہ
دادہ، طریقِ ذکر تلقین میفرماید، و توجہ خود
در حق او بکار می برد، از برکتِ توجہ نورِ
ذکر در قلبِ او پیدا مےشود، و آں انگشتِ
سیاہ روشن شدن میگیرد و چوں از نورِ ذکر
تمام قلب منوّر شد، شعلہ از قلبِ او بلند
میشود و ایں را در طریقہ مظہریہ فتحیابِ
مے نامند، و اول بشارتے کہ بطالب
عطا مے فرمایند، بشارتِ فتحیاب ست
درینوقت قلب کہ از اصلِ خود غافل و
ذاہل شدہ بود، باز اصلِ او بیادش مے
آید، و بطرفِ فوق متوجہ میشود، و در چند
آں شعلہ نور کہ بلند شدن گرفتہ بود، از

اپنے تئیں اُس مقام کے فیض کے رنگ سے
رنگین کرکے اُس مقام کا فیض طالب کے باطن
میں اِلقا کرے، علاوہ براں اُس فیض کے مُورِد کو
بھی ملحوظ رکھے، ف جاننا چاہیے کہ انسان کا دل
اصل فطرت میں روشن و منوّر پیدا ہوا ہے، مگر عام طور
پر کثرت تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند
سیاہ و بے نور ہوگیا ہے، اسی وجہ سے وہ اپنے
آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے، و لیکن جب
وہ طالب صادق بنکر اور حسن عقیدت و ارادت اپنے
ہمراہ لیکر کسی کامل شیخ و مرشد کیخدمت میں حاضر ہو جائے
تو وہ مرشد اُسکیطرف متوجہ ہوکر اُسکو ذکر کی تلقین اور اپنی
توجہات اُسکے حق میں مصروف رکھتا ہے، تو اُسکی توجہات
کی برکت سے ذکر کا نور اُسکے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے
اور وہ سیاہ کوئلہ اب دہکنے لگتا ہے، اور جب ذکر کے
نور سے اُسکا تمام دل منور ہو جاتا ہے، تو اُسکے دل سے ایک
نور کا شعلہ اُٹھتا ہے، اُسکو طریقہ مظہریہ میں فتح الباب
کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اول اول جو بشارت
کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں، وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے،
اسوقت قلب کو اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے،
اور اپنے فوق کیجانب متوجہ ہوتا ہے، اور تھوڑے ہی عرصہ

لہ انگشت بالفتح و کاف فارسی مکسور چوب سوختہ کہ سرد شدہ سیاہ گشتہ باشد ۱۲ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

معنی برآمدن لطیفہ از قالب

قالب مے برآید، و ہمیں معنی ست، آنکہ میگویند، لطیفہ از قالب برآمد، ہمچنیں آہستہ آہستہ بطرف اصل خود کہ فوق العرش ست سیر میفرماید، و بیمنِ برکت صحبتِ شیخ جذبات قویہ لطائف طالب را فرو میگیرد و سرعت و بُطوء سیر آنچہ من فہمیدہ ام موقوف بر کثرت و قلتِ توجہاتِ شیخ ست، اگر کثرتِ توجہات درحقِ طالب بکار می برد، سیرِ طالب سریع میشود، و اگر توجہاتِ شیخ قلیل ست، سیر نیز ہماں قدر خواہد بود، و استعداد طُلّاب مختلف افتادہ بعضے استعداد خوب دارند، کہ در اندکِ توجہ مانند ہوائے آتشین بطرف بالا می پرند، کہ بسرعت سیر ایشاں نظر ہر کس کار نمیکند و بعضیکہ بطئی الاستعداد ہستند، افتاں و خیزاں بمنزلِ مقصود میرسند، غرض صحبتِ شیخ علی الخصوص در طریق طالباں را ضرور تر افتادہ است، کہ بدونِ توجہ شیخ پائے سعی دریں راہ لنگ ست، و از ریاضات و مجاہداتِ خویش کارے نمی کشاید الّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ کماشاھدنا فی

میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اُٹھنے لگا تھا اب قالب سے برآمد (ظاہر) ہوتا ہے، اور یہ ہی مطلب ہے، اُنکے اس قول کا کہ (لطیفہ قالب سے برآمد ہوا) اب تو آہستہ آہستہ اپنے اصل کیطرف جو فوق العرش ہے، سیر کرنے لگتا ہے، اور شیخ کی صحبت کی برکت و یمن سے بڑے قوی قوی جذبات طالب کے لطائف پر وارد ہونے لگتے ہیں رہی سیر کی تیزی و آہستگی وہ تو میری فہمید میں شیخ کی توجہات کی کمی بیشی پر مبنی ہے، اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں بکثرت صرف کریگا، تو طالب کی سیر تیز تیز واقع ہوگی، اور اگر شیخ کی توجہات کمی کیساتھ واقع ہوئی، تو طالب کی سیر بھی اُسی انداز پر وقوع میں آئیگی، طالبوں کی اپنی استعداد و لیاقت بھی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے، اُنمیں کچھ تو بڑی استعداد و لیاقت کے ہیں، جو ادنیٰ توجہ میں ہوائے آتشین کی مانند اوپر کو اسقدر تیزی کیساتھ اُڑتے جاتے ہیں کہ اُنکی سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کر سکتی، اور انمیں کچھ کم لیاقت بھی ہیں، مگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک پہنچ ہی جاتے ہیں، الغرض طالباں حق کو صحبت شیخ (علی الخصوص طریقہ نقشبندیہ میں) از حد ضروری ہے، کیونکہ صحبت شیخ کے بغیر اُنکی تگ و دو کا پاؤں اٹھ بھی نہیں سکتا، اور اُنکی اپنی ریاضتوں اور محنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا، الّا ماشاء اللہ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ و امام (میرا

صُحْبَۃِ شَیْخِنَا وَاِمَامِنَا قَلْبِیْ وَرُوْحِیْ
فَدَاہُ وَجَرَّبْنَاہُ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَازبرکتِ
توجہ است، کہ جذبہ دریں طریق مقدم اُفتادہ
راہ را آسان ساختہ، چہ از رفتن تا بُردن
فرق ظاہر است، وخلاصہ سلوک کہ عبارت
از قطع کردن مقاماتِ عشرہ مشہورہ ایست
از توبہ وانابت وزہد وریاضت وورع
وقناعت وتوکل وتسلیم وصبر ورضا، در
ضمنِ آں طی میشود، قربانِ پیرانِ خود شوم
کہ چہ راہ سہلے وآسانے برائے ما پست
فطرتاں وکم استعدادں مقرر ساختہ اند،
ایں احسان حضرت شاہ نقشبندست رَضِیَ
اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کہ پانزدہ روز سر بسجدہ
نہادہ دُعا وتضرُّع در جناب الٰہی کردہ اند
وعرض کردہ اند، کہ الٰہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ
(یعنی قطعاً و) موصل باشد، اللہ تعالیٰ دعائے ایشان
(یقیناً بحق سبحانہ رسانندہ باشد ۱۲) مستجاب فرمودہ، وایشاں را طریقہ عنایت
کرد، کہ اقرب طرق ست والبتہ موصل
ست، لیکن شیخ کامل ومکمل باید کہ ظاہرش
بکمالِ متابعت حضرت رسالت پناہی
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آراستہ

دل اور میری روح اُنپر قربان) کی صحبت میں بارہا
مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں، توجہ کے برکات میں
سے ایک یہ امر بھی ہے، کہ اس طریق میں جذبہ سلوک
پر مقدم واقع ہوا ہے، اسی وجہ سے راستہ میں ایک
طرحکی سہولت پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ جانے اور پہنچانے
میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے، اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی
فقر کی دس مشہور منزلوں (توبہ[1]، انابت[2]، زہد[3]، ریاضت[4]،
ورع[5]، قناعت[6]، توکل[7]، تسلیم[8]، صبر[9]، رضا[10]) کا طے
کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہو جاتا ہے
میں اپنے پیروں پر قربان جاؤں، کہ انہوں نے ہم کم ہمت
نالائقوں کیواسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے،
یہ سب حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان
ہے، کہ آپنے پندرہ روز تک سر بسجود ہو کر جناب
الٰہی میں دعا وگریہ وزاری کی، اور عرض کیا، کہ خداوند
مجھکو ایسا طریقہ عطا فرما، جو یقیناً وقطعاً تجھ تک
پہنچا دے، اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی، اور
آپکو ایسا راستہ عطا فرمایا، جو اور راستوں کی بہ نسبت
بہت ہی نزدیک ہے، اور یقیناً اُس تک پہنچانیوالا بھی
ہے، لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل ومکمل ہونا چاہیے،
جسکا ظاہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ ومزین

مقامات دس مشہورہ

اقرب طرق

وباطنش از ماسوی پیراستہ[۱]، وبدوام حضور
حضرت حق سبحانہٗ در ساختہ باشد، و
الّا گناہ طریق چیست، باید دانست، کہ
اکابر نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیٰ اہلہا اصل
کار بر جمعیت وحضور داشتہ، بہر رطب و
یابس دست نہ انداختہ اند، وبصور و
اشکال غیبی متوجہ نمیشوند، وکشوف
وانوار را چنداں اعتبار نہادہ اند وطالب
را بحصول چہار چیز رغبت میفرمایند جمعیت
وحضور وجذبات وواردات کشش
لطائف را کہ بطرف فوق میشود، جذبات
میگویند، وواردات عبارت ست، از
وارد شدن حالے از فوق بر قلب کہ
طاقت تحمل آں داشتن متعسر ست جہت
فوق بسبب ممارست[۲] توجہ آں جہت ست
والّا او تعالیٰ را بیروں دائرہ جہات باید
جست، وہمیں واردات را دریں طریقہ
عدم ووجود آں میگویند، اوّل ایں وارد
بر سالک گاہے بلکہ بعد از ماہے ورود

تعریف واردات وجذبات

ہو، اور باطن غیر حق سبحانہ سے بے تعلق وپاک
وصاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے
مشرف، ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور کیا قصور
جاننا چاہیئے کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیھم
کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے، اسی
واسطے ہر خشک وتر پر ہاتھ نہیں ڈالتے، اور غیبی صورتوں
اور شکلوں کیطرف متوجہ نہیں ہوتے، اور کشوف اور
انوار کو چنداں معتبر نہیں خیال کرتے، اور طالب
کو انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں جمعیت
حضور، جذبات، واردات (اول الذکر دونوں کے
معنے اوپر بیان ہو چکے ہیں، موخر الذکر دو کے معنے
یہ ہیں) لطائف کی کشش فوق کیجانب کو جذبات کے
نام سے موسوم کہتے ہیں، اور قلب پر کسی دشوار ناقابل
برداشت حالت کے اوپر سے وارد ہونیکا نام واردات
ہے، فوق (اوپر) کیجانب کا ذکر صرف اسی بنا پر ہے کہ
عادۃً فوق ہی کیطرف توجہ کیجاتی ہے ورنہ حق سبحانہ
تعالیٰ جہات واطراف سے بالکل پاک و مبرا ہے اسکو
دائرہ جہات واطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہیے، اور
انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں عدم اور

۱ از پیراستن بالکسر پیرایہ جھولی وتر دو بعضے بفتح بمعنے کم کردن وبریدن چیزے را بجہت آرائش وزیبائی ۱۲ غیاث
۲ ممارست کوشیدن وتفحص کردن وتجربہ نمودن ودر کارے رنج نمودن ودرماں کردن ۱۲ غیاث لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

میکند و رفتہ رفتہ کثرت پیدا میکند، و بعد
از ہر ہفتہ و ہر روز بلکہ در روزے چند
بار تا وقتیکہ بتواتر و توالی انجامد و
اتصال واردات میشود، آنکہ بزرگان ایں
طریقہ فرمودہ اند، **بیت**

وصل اعدام گر توانی کرد
کار مرداں مرد وانی کرد

اشارت بایں حالت ست، وہمیں عدم
و وجود عدم فنا و بقاست، در جہت
جذبہ لیکن فناء قلب وقتے متحقق شود
کہ تعلق علمی و حبّی بماسوائے از ساحت
سینہ رخت بر بندد و خطرہ ماسوائے درون
قلب ہرگز نیاید، **بیت**

خیال ماسوائے از دل بروں کن
گذر از چوں و حبّ بیچگوں کن

و فناء قلب در تجلیات افعالیہ الٰہیہ میشود
یعنی دیدن افعال ماسوای آثار فعل حضرت
حق سبحانہ تعالیٰ، چوں ایں دید غالب
آید صفات و ذات ممکنات را مظہر صفات
و ذات حضرت حق خواہد دید و توحید
وجودی کہ عبارت از دیدن ہستی ممکنات

وجود عدام بھی کہا جاتا ہے، اول اول یہ وارد (حالت)
سالک پر کبھی کبھی بلکہ ایک ایک ہفتہ کے بعد وارد
ہوا کرتی ہے، اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے،
پھر تو ہفتہ وار اور روزانہ بلکہ ایک ایک روز کئی کئی بار اُسکا
ورود ہونے لگتا ہے، حتیٰ کہ پے درپے اور متواتر تک
نوبت پہنچ جاتی ہے، اور واردات کا تانتا بندھ جاتا ہے وہ
جو اس طریقہ کے بزرگوں نے فرمایا ہے، بیت وصل اعدام گر
توانی کرد الخ ترجمہ اگر تجھسے وصل اعدام ہو سکے، تو البتہ
مردوں کا کام تو کر سکیگا، اسیحالت کیطرف اشارہ ہے اور یہی
عدم و وجود عدام جہت جذبہ میں فنا بھی ہے، اور بقا بھی، مگر فناء
قلبی تو تب ہی حاصل ہوگی، جبکہ ماسوا کا علمی و حبّی تعلق
سینہ سالک سے کوچ کر جائے، اور غیر کا خطرہ تک بھی اُس کے
دل میں نہ گذرے، بیت خیال ماسوا از دل الخ ترجمہ

خیال ماسوا دل سے بروں کر
گذر چوں سے وحبِ بیچگوں کر

اور فناء قلب تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں حاصل ہوتا ہے یعنی
ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ فعل کا اثر خیال
کرنا جب یہ دید خیال طالب پر غلبہ کر جاتا ہے، تو ممکنات کے
ذات وصفات حضرت حق کے ذات وصفات کا
مظہر (جائے ظہور) سمجھنے لگتا ہے، اور توحید وجودی
(یعنی ممکنات کی ہستی کو ہستی حق کی موجیں سمجھنے

امواجِ ہستی او تعالیٰ ست، ترنم خواہد نمود
سر الیدین ۱۲

بیت

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عینِ جملہ اشیا شد

وارباب توحیدِ وجودی خود را و عالم را گم ساختہ در بحرِ وجودِ حضرت حق غوطہ خواہند خورد

بیت

زسازِ مطرب پرسوز ایں رسید بگوش
کہ چوب و تار و صدائے تننن ہمہ اوست

وایں را فنا فی اللّٰہ گفتہ اند، وچوں سالک دریں بحرِ زخار غوطہ خورد، غیر از بحرِ شہود بصیرتش چیزے نیافت و بہر طرف کہ مشاہدہ کرد، سوائے دریا و امواج او ندید، بلکہ خود را قطرہ ایں بحر دید، و از کمالِ استغراق امتیازِ قطرہ نیز مرتفع گشت،

بیت

جوئے ایں دریا توئی نیکو بجوئے
دریاب ۱۲
الفکا کے نیست در دریا و جوئے
نہر ۱۲

حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کہ سندِ ایں طائفہ علیہ اند میفرمایند

شعر

البحرُ بحرٌ علیٰ ما کان فی قدمٍ

کا گیت گاتا ہے، بیت غیرتش غیر درجہاں الخ ترجمہ اسکی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا عین ہوا نہ غیر، اہل توحید وجودی نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کر کے حضرت حق کی دریاو جود میں غوطہ لگایا، بیت ز ساز مطرب پرسوز الخ ترجمہ مطرب کے پرسوز سازسے یہ ندا کان میں پہنچی، کہ چوب اور تار اور تنن تنن کی آواز سب وہی ہے، اور اس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں، اور سالک نے جب اس سمندر بے کنار میں غوطہ لگایا، تو اُس کی بصیرت نے بجز سمندر کے اور کچھ بھی نہ پایا، اور جس طرف کو نظر اُٹھائی، تو سوائے سمندر اور اُس کی موجوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں بھی اسی دریا کا ایک قطرہ پایا، اور کمال استغراق کے باعث قطرہ اور دریا میں بھی امتیاز باقی نہ رہا، بیت جوئے ایں دریا الخ ترجمہ اب غور کر کہ تو تو اسی دریا کی ایک نہر ہے، دریا اور نہر میں جدائیگی کہاں ہے، اس طائفہ علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں، شعر البحر بحر علی ما کان الخ ترجمہ سمندر تو اپنی اُسی قدیمی حالت پر ہی موجود ہے، اور یہ تمام کائنات جو تیرے مشاہدہ

إِنَّ الْحَوَادِثَ أَمْوَاجٌ وَأَنْهَارٌ
فَلَا يَحْجُبَنَّكَ أَشْكَالٌ تُشَاكِلُهَا
عَمَّنْ تَشَكَّلَ فِيهَا وَهِيَ أَسْتَارٌ

ونیز میفرمایند **قطعہ**

لَا آدَمُ فِي الْكَوْنِ وَلَا إِبْلِيسُ
لَا مُلْكُ سُلَيْمَانَ وَلَا بِلْقِيسُ
فَالْكُلُّ عِبَارَةٌ وَأَنْتَ الْمَعْنَى
يَا مَنْ هُوَ لِلْقُلُوبِ مِقْنَاطِيسُ

مغربی میفرماید **غزل**

زدریا موج گوناگوں برآمد
زبیچونی برنگِ چوں برآمد
گہے درکسوتِ لیلیٰ فروشد
گہے بر صورتِ مجنوں برآمد
چو یار آمد ز خلوتخانہ بیروں
ہمون نقشش دروں بیروں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج ہردم
ہزاراں گوہرِ مکنوں برآمد
بصد دستان بکامِ دوستاں شد
بصد افسانہ وافسوں برآمد
بدیں کسوت کہ می بینش اکنوں
یقین مے داں کہ او اکنوں برآمد

میں ہے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں اور نہریں ہی نہریں تو ہیں، سو یہ سب موجوں اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لئے ان کے اصلی متشکل سے حجاب نہ بنجائیں، یہ تو صرف پردے ہی پردے ہیں، اور نیز شد لطائف فرماتے ہیں، قطعہ لا آدم فی الکون الخ ترجمہ اے دلوں کے مقناطیس اس عالم وجود وہستی میں نہ آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور نہ ملک بلقیس یہ تو سب کے سب الفاظ وعبارات ہیں اور تو ہی سب کا معنی ہے، اور مغربی صاحب دیوان فرماتا ہے، غزل زدریا موج گوناگوں الخ ترجمہ اُس دریائے وحدت سے کثرت کی گوناگوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ (محبوب حقیقی) بیچونی سے چوں کے رنگ میں آیا، کبھی پہنا لباس لیلی کا، کبھی مجنوں کی صورت بنکے آنکلا، خلوت سے جب وہ یار باہر آیا تو وہی ہو بہو اندر ہی کا نقشہ باہر آیا اس دریا سے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھپے ہوئے خوبصورت موتی نکل آئے، سو مکر حیلے اور بہانے کرکے، تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا، غرض سو قصوں اور قضیوں کے بعد وہ نکلا، جس لباس میں اُسکو تو اب دیکھ رہا ہے، یقین کر، کہ وہ اُس میں ابھی نکلا ہے، مغربی کے شعر کی مانند

چو شعر مغربی در ہر لباسے
بغایت دلبر و موزوں بر آمد

و چوں فنا باین مرتبۂ کمال رسید بوجود موہوب اورا موجود ساختہ بقائے از نزد خود عطا خواہند فرمود، و خود را در ہمہ و ہمہ را در خود مشاہدہ خواہد نمود، و عالم را مرآتِ جمال خود خواہد دید و از غایتِ شوق بایں اشعار ترنم خواہد بود

غزل

چوں بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش
گردد ہمہ جہاں بحقیقت مصورم
خورشید آسماں ظہورم عجب مدار
ذرات کائنات اگر گشت مظہرم
عشقم کہ در دو کون و مکانم پدید نیست
عنقاءِ مغربم کہ نشانم پدید نیست
زابرو و غمزہ ہر دو جہاں صید کردہ ام
منگر بداں کہ تیر و کمانم پدید نیست
گویم بہر زباں و بہر گوش بشنوم
ایں طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

بدانکہ توحیدِ وجودی و ذوق و شوق و وضح شدن اسرارِ محبت و آہ و نعرہ و بیخودی و استغراق و سماع و رقص و وجد و تواجد

ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزوں نکلا، اور فنا فی اللہ جب اس حد کمال تک پہنچتا ہے تو اسکو وجود موہوب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو وہ اپنے آپ کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے لگتا ہے، اور تمام عالم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور کرتا ہے، اور ذیل کے فارسی اشعار نہایت شوق سے گانے لگتا ہے، **غزل** چوں بنگرم الخ ترجمہ جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ کرتا ہوں، تو سارا جہاں در حقیقت میرا ہی میرا نقشہ دکھائی دیتا ہے، خورشید آسماں بھی میرا ہی ظہور ہے، اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرے ہی مظہر بن چکے ہیں، تو ای یار تو ہرگز بھی کچھ تعجب نکر اور نیز مغربی کا قول ہے، قطعہ عشقم در دو کون و مکانم الخ ترجمہ میرا عشق جو کون و مکان میں ظاہر نہیں، تو پھر حیرانی کیا ہے، میں تو عنقاء مغرب ہوں، میرا تو ایک نشان تک بھی موجود نہیں، میں نے تو ابرو و غمزہ کیساتھ دونوں جہاں شکار کر لئے، اے منکر خیال کر کہ میرا تو تیر و کمان بھی ظاہر نہیں، میں تو ہر زباں سے بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں طرفہ یہ کہ نہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے اور نہ ہی میرا کان، انتہی۔ جاننا چاہیے کہ توحید وجودی ذوق و

ہمہ در سیرِ لطیفۂ قلب ست، و قلب اول
در دائرہ اِمکان سیر مینماید، و از احوالِ
آں دائرہ است جذب و حضور و جمعیت و
وارِادات و کشفِ کونی و کشفِ اَرواح
و کشفِ عالمِ مثال و سیرِ عالمِ ملک کہ عبارت
از تحتِ اُفلاک ست، و ملکوت کہ عبارت
از ملائکہ و اَرواح و بہشت و آنچہ مافوقِ
آسمانہاست، ہمہ داخل دائرۂ اِمکان
ست، بلکہ در نصفِ سافل آں دائرہ
اینچنیں شعبدہ ہا بنظر می در آید، و ایں
را سیرِ آفاقی میگویند، و کمالِ حضور و
جمعیت و جذباتِ قویہ در دائرۂ ثانی
کہ عبارت از سیرِ تجلیاتِ افعالیہ است
و سیرِ ظلالِ اَسماء و صفات ست، و مسمّٰی
بدائرۂ ولایتِ صغرٰی ست، حاصل
میشود، و از نصفِ عالی دائرہ اِمکان
کہ فوق عرش ست چہ وانماید، کہ بسیارے
از صوفیہ نارسیدہ از باعثِ تنزیہ و لامکانیت
آنمقام را مرتبہ صفات و ذات فہمیدہ اند
یکے میگوید، کہ سرِ استوای فوق عرش از

شوق، آہ نعرہ، بیخودی، استغراق، سماع رقص،
وجد تواجد، اور اسرار معیت کا ظہور، یہ سب کے سب
حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک پر وارد ہوا
کرتے ہیں اور قلب دل اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر
کیا کرتا ہے اور جذب حضور جمعیت و ارادت کشف کونی کشف
ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان کے احوال میں سے
ہیں، اور سیر عالم ملک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت
یعنی ملائکہ و ارواح و بہشت و مافوق افلاک کی سیر بھی اس
دائرہ میں ہی داخل ہے، بلکہ یہ تمام شعبدے اُس
دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے
ہیں، اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے
ہیں، اور کامل حضور و جمعیت اور قوی قوی جذبے
تو دائرہ ثانی یعنی دائرہ ولایت صغرٰی میں حاصل
ہیں، اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء و صفات
کے ظلال کی سیر کا نام ہے، اور دائرہ امکان کے
نصف حصہ عالی کا جو فوق العرش ہے کیا حال ظاہر
کرے، اُس مقام کی تنزیہہ و لامکانیت کے
باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اُس مقام
کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کر لیا، حتّٰی کہ
بعض نے کہا، کہ استوٰی علی العرش کا راز اسی مقام

لہ و حال آنکہ نہ چنیں ست کہ گمان بردہ اند، بلکہ امکان را وجوب تصور کردہ اند ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالے

اُسرارِ غامضہ است، ایں از جملہ اُغلاطِ
سالکانِ دقیقہ ایں بمقام ۱۲
صوفیہ است، ودر نصفِ دائرہ فوق
عرش سیرِ انفسی قرار دادہ اند بلکہ کمالِ سیرِ
انفسی در دائرہ ولایتِ صغریٰ کہ محلِ ظہورِ

دائرہ ولایت صغریٰ
کہ عبارت از
ظلال اسماء و صفات ست

توحید و اُسرارِ معیت است، واضح میشود
[له] امام الطریقہ حضرتِ شاہ نقشبند فرمودہ اند
کہ اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا ہرچہ می بینند،
در خود می بینند، و ہرچہ می شناسند، در خود می
شناسند، و حیرتِ ایشاں در نفس خود ست
وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بزرگے
نص قاطع است ۱۲
میگوید

بیت

ہمچو نابینا جر ہر سوئے دست
با تو در زیر گلیم ست ہرچہ ہست

علامتِ رسیدنِ قلب در دائرہ ولایتِ
صغرایٰ آنست کہ توجہِ فوق مضمحل شدہ

کے دقیقہ اسرار میں سے ہے، یہ منجملہ اُن کے
اغلاط سے ہے، مشائخ نے اس کے نصف
فوق العرش کو سیر انفسی قرار دیا ہے، بلکہ
سیر انفسی تو کامل طور پر ولایت صغریٰ کے
دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے، جو توحید وجودی
اور اسرار معیت کے ظہور کا محل ہے، امام الطریقہ
حضرت شاہ نقشبند نے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ
فنا و بقا کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں، اپنے
ہی آپ میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ بھی پہچانتے
ہیں، اپنے ہی آپ میں پہچانتے ہیں، اور
انکی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے، آیہ
کریمہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اسی کی
طرف مشیر ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں،
بیت ہمچو نابینا الخ ترجمہ نہ بن اندھا نہ بیجا
ہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیر گلیم
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے
پہنچنے کی علامت یہ ہے، کہ فوق کی جانب
کی توجہ تو جاتی رہے، اور بجائے اُس
کے جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور حضرت
حق سبحانہ کی بے کیف معیت کو بے کیف

له تا بدست مر قول خود را و در نصف دائرہ فوق عرش سیر انفسی قرار دادہ اند ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

احاطہ شش جہت میسر ماید و معیت
بیچونی حضرت حق سبحانہ، بادراک بیچوں
محیط خود و محیط ہمہ عالم می بیند و بعضے
را اسرار توحید وجودی دست میدہد و
منشاء اسرار توحید وجودی آنست، کہ
بسبب کثرت عبادات و مجاہدات و
ترک مالوفات و مرغوبات و دوام ذکر
و فکر غلبہ عشق و محبت بسوئے محبوب
حقیقی پیدا میشود، و دل را جذبے و توجہے
بسوئے آنجناب قدس ہویدا میگردد،
و ایں مجاہدات و ترک مالوفات کہ موافق
اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم واقع میشود، تصفیہ باطن
از علائق ماسوائے میکند، و آئینہ دل
را از زنگ غفلت و ہوا زدودہ میسر ماید
تا بحدیکہ باطن را مرایائے عکوس و ظلال
اسما و صفات واجبی میکند و چوں سالک
بیچارہ و عاشق دل دادہ کہ نادیدہ محبوب
خود تعشقے بہم رسانیدہ بود، عکوس و
ظلال را عین محبوب تصور کردہ شطحیات
تکلم فرماید و صورت محبوب در آئینہ باطن

ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط
تصور کرے، اور بعضوں کو تو توحید وجودی کے
اسرار بھی اسی میں حاصل ہو جاتے ہیں، اور
توحید وجودی کے اسرار کا منشا و سبب غالبًا
تو یہ ہوا کرتا ہے، کہ عبادتوں اور مجاہدوں کی
کثرت اور اشیاء مالوفہ و مرغوبہ کی ترک اور
ذکر و فکر پر دوام اور ہمیشگی کے باعث محبوب
حقیقی کے عشق و محبت کا غلبہ اور دل کو اُس
جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا
ہے، اور یہ مجاہدے اور اشیاء مالوفہ کی
ترک جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اتباع کے موافق واقع ہو، تو ماسوائے باطن
کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوائے
نفسانی کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں
حتیٰ کہ باطن کو اسما و صفات واجبی کے ظلال
اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں، اور جب یہ
بیچارہ سالک دلدادہ عاشق کہ جس نے
بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا
کر لیا تھا، محبوب کے عکوس اور ظلال کو محبوب
کا عین خیال کر لیتا ہے، تو سکر یہ کلمات برخلاف
شریعت زبان پر لاتا ہے، اور اپنے محبوب کی صورت

خود دیدہ، بیخود و مدہوش شدہ خیالِ
وصال در سرش مے افتد، حافظ
شیرازی میفرماید، **بیت**
عکسِ روئے تو چو در آئینۂ جام افتاد
عارف از پرتو می در طمع خام افتاد
وچوں از غایت عطش فرق درمیان
ظل و اصل نے تواند کرد، لاجرم نعرہ
اتحاد و عینیت از نہادش مے برآید

بیت

چوں عکسِ رخِ دوست در آئینہ عیاں شد
بر عکسِ رخِ خویش نگارم نگراں شد
و غلبہ ایں دید بجائے رسید، کہ تعین و
تشخصِ خود نیز از نظرش مرتفع شد
ندائے سبحانی و انا الحق از باطنش بلند
شد، وچوں در حدیث قدسی وارد ست
اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ موافق ظن او
با او معاملہ خواہند فرمود، وچوں صاحبِ
ایں حالت از خود و با یستہائے خود فانی
گشتہ است، از طعن و ملامت دور
است، و داخل زمرۂ اولیا ست و
از مجذوبانِ حق ست، بدانند کہ قبل

(پیالۂ شراب ۱۲ — تشنگی ۱۲ — من نزد گمان بندہ خود کہ بمن دارد ۱۲ — خواہشہائے ۱۲)

ع رواہ البخاری ومسلم والترمذی وغیرہم ۱۲

اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بیخود و مدہوش
ہو جاتا ہے، تو اس وقت اس کے باطن میں
محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال بیٹھ جاتا
ہے، حافظ شیرازی فرماتے ہیں، بیت عکس
روئے تو چو در آئینہ جام افتاد، عارف از پرتو مے
در طمع خام افتاد ترجمہ یعنی تیرے چہرے کا عکس جب
پیالے شراب کے شیشے میں پڑا، تو عارف کا دل شراب
کے پرتو سے طمع خام میں آپڑا، اور جب نہایت درجہ پیاس کی
کے مارے ظل اور اصل میں فرق نہیں کر سکتا، تو اب خواہ
مخواہ اس کے وجود سے اتحاد او عینیت کا نعرہ بلند ہوتا ہے
بیت چوں عکس رخ دوست الخ ترجمہ جب دوست
کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر ظاہر ہوا، تو میرا معشوق
اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا، اور یہ دید اس حد تک
اُسپر غالب ہوئی، کہ اُسکا اپنا تعین و تشخص بھی اُس کی
نظر سے اُٹھ گیا، پھر تو گیا تھا، سبحانی و انا لحق کی ندا
اُسکے باطن سے بڑے زور کیساتھ گونجنے لگی اور چونکہ
حدیث قدسی میں حق تعالی کا بندہ کے ظن و گمان کے موافق ہونا
وارد ہوا ہے، لہذا خدا کیطرف سے اُس کے ساتھ اُسکے ظن کیمطابق
ہی معاملہ کیا جائیگا، اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے
آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہو چکا ہے
لہذا وہ طعن اور ملامت سے بالکل دور ہے اور اولیاء اللہ کے

از رسیدنِ قلب در دائرہ ثانی کہ مقام
انکشافِ توحید ست، سخناں توحید
گفتن و اعتقاد وحدت وجود نمودن
خلاف شریعت است، نمی بینی، کہ دعوتِ
انبیاءِ عظام علیہم السلام بتوحیدِ وجودی
نیست، بلکہ احکام شریعت موقوف
بر اثنینیت ست، وکتاب و سنّت
ناطق ست، بہ نفی معبودات باطلہ و
یگانہ داشتن معبود حقیقی بعبادت و عوام
را تخیل و مراقبۂ توحید کردن غیر از خسارت
دنیا و آخرت نے افزاید، مشائخ وقت
را خدا انصاف دہد، کہ اینچنیں اعتقادِ ملحدانہ
بمریدانِ خود تلقین میفرمایند و این بیچارگاں
را از صراطِ مستقیم منحرف میسازند ضَلُّوا
فَاَضَلُّوا اَضَاعُوا فَاَضَاعُوا **بیت**

بیخردے چند ز خود بے خبر
عیب پسندند بزعم ہنر
باد شوند ار بچراغے رسند
دود شوند ار بدماغے رسند

باید دانست کہ بعضے سالکاں را قبل
از قطع دائرہ امکان بلکہ قبل از برآمدن

زمرہ میں داخل اور راہ ور مجذوب ہاں حق بیں شامل ہے
جاننا چاہیئے، کہ دائرہ ثانی میں جو توحید وجودی
کے انکشاف کا مقام ہے، قلب کے نہ پہنچنے سے
پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت وجود کا
اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے، کیا تو نہیں
دیکھتا، کہ انبیاء عظام علیہم السلام خلق خدا کو
توحید وجودی کی دعوت ہرگز نہیں دیتے، بلکہ شریعت کے جملہ
احکام دوئی اور کثرت پر موقوف ہیں، اور کتاب و
سنت بھی معبودات باطلہ کی نفی اور معبود حقیقی کو
عبادت میں یگانہ سمجھنے کیساتھ ناطق ہے، عوام الناس
کو توحید وجودی کے مراقبہ و تخیل سے سوائے دنیا
و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں،
اللہ تعالیٰ اسوقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے، کہ اپنے
مریدوں کو ایسا ملحدانہ اعتقاد تعلیم فرماتے ہیں، اور ان
بیچاروں کو راہ راست سے منحرف کرتے ہیں، پہلے خود بہکے
پھر اوروں کو بہکایا، پہلے خود ضائع ہوئے پھر اوروں کو ضائع
کیا بیت بیخردے چند زخود بے خبر الخ ترجمہ چند
بیوقوف جنکو اپنے آپکی بھی ہوش نہیں، ہنر کے خیال سے
عیب کو پسند کئے بیٹھے ہیں، کبھی کسی چراغ تک انکی رسائی ہو جائے
تو ہوا ہو جائیں کبھی کسی کے دماغ میں جا پہنچیں تو دھواں بن
جائیں، جاننا چاہیے۔ کہ بعضے سالکوں پر دائرہ امکان

لطیفہ از قالب حالتے شبیہ توحید وجودی
وہمہ اوست ظاہر میشود، وموجبش آنکہ
بتخیل مراقبۂ توحید صورت توحید در
متخیلۂ ایشاں متصور میشود، وچوں ایں
تخیل غلبہ میکند، سخنانِ توحید بے تحاشی
میگویند، خصوصًا در اوقاتِ سماع وآواز
خوش وتار ونغمہ کہ در قلب حرارتے و
ذوقے پیدا مے شود، بیباک تر می شوند
واشعارِ توحید شنیدہ خود را بحال قائلانِ
آں اشعار مے شناسند ونمیدانند کہ اربابِ
ایں احوال را آداب وشرائط ست کہ ذرینہا
مفقود اند، معظم ترین شرائط اتباعِ سنت
سنیہ است، واجتناب از بدعتِ نامرضیہ
حکایات مشائخ متقدمین قدّسنا اللہ تعالے
باسرارھم در ورع وتقوی معروف
ست، وجمع را چونکہ سیر عنصر ہوائی دست
میدہد، کہ ایں عنصر لطافتے دارد ودر
ذراتِ ممکنات ساریست، ایشاں آنرا
وجود حق تصور کردہ سخناں توحید بر زبان
مے آرند، نمیدانند کہ ایں سیر داخل دائرہ
امکان ست، ومقامِ توحید بعد از انقطاع

طے کرنے سے قبل بلکہ قالب سے لطیفہ برآمد ہونیسے
بھی پیشتر ایک حالت توحید وجودی اور ہمہ اوست کے مشابہ وارد ہو
جایا کرتی ہے، اسکا سبب اُس مشابہ ہوا کرتا ہے، کہ توحید
وجودی کے مراقبہ کا تخیل کرنیسے توحید وجودی کیصورت
انکی قوت متخیلہ میں منقش ہوجاتی ہے، اور اس تخیل
کے غلبہ کیوقت توحید کے سخن وہ بے تحاشا کہنے لگتے
ہیں خصوصًا سماع و دلکش آواز وتار ونغمہ کے سننے کیوقت
جب انکے قلب میں ایک نوع کی حرارت کا ذوق وشوق
پیدا ہوجاتا ہے، تو اُسوقت زیادہ بیباک ہوجاتے ہیں اور
توحید کے شعر سنکر اپنے آپکو اُن اشعار کہنے والونکے بحال
خیال کرلیتے ہیں، کیا اُنکو معلوم نہیں، کہ ان حالات
والونکے لئے چند ایک آداب وشرائط ضروری ولابدی ہیں
جو ان ہمعنی لوگونمیں بالکل مفقود ہیں، اور انکے اہم ترین شرائط
میں سے ایک بہت بڑی لازمی شرط سنت صحیحہ پر چلنا اور بدعت
غیر پسندیدہ سے بچنا ہے، تقویٰ پرہیزگاری وغائت احتیاط
کے بارہ میں مشائخ متقدمین رحمہم اللہ تعالے کے قصص و
حکایات مشہور ومعروف ہیں، اُن سب کو اپنا نصب العین
بنانا چاہیے، عنصر ہوائی جو نہایت ہی لطیف اور ممکنات
کے تمام ذرات میں سرایت کئے ہوئے ہے بعضوں کو جب
اسکی سیر کا اتفاق پڑتا ہے تو یہ لوگ اسکو وجود حق خیال
کرکے توحید وجودی کی باتیں زبانپر لانے لگتے ہیں، کیا وہ

این دائرہ است و برخے بسبب انکشاف عالمِ ارواح

و بیچونی آن عالم نسبت بہ عالمِ اجسام و احاطۂ آن

مر عالمِ اجسام را آن را قیوم عالم تصور مینمایند

و آنرا بخدائی می پرستند۔ دریں مقام

بعضے اکابر را نیز اشتباہے واقع شدہ

سلطان العارفین قدس سرہٗ میفرمایند

سی سال روح را بخدائی پرستیدم و چون

عنایتِ ایزدی شاملِ حالِ این بزرگواران

بود، ایشانرا ازاں مقام ترقی واقع شدہ

آنگاہ این اشتباہ را دانستند بدانند

کہ روح از عالم امکان ست، اِلّا آنکہ بلا

مکانیت تعلق دارد و رنگ بیچونی دارد و اما

نسبت بہ بیچونِ حقیقی از قسم چون ست و

از مخلوقات حق ست سُبْحَانَہٗ کَمَا وَرَدَ

فِی الْحَدِیْثِ و تحقیق و تفصیلِ این اشتباہات

در مکاتیب شریفہ حضرتِ امام ربانی مجددِ

الفِ ثانی رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ بانکشافِ

تمام موجود ست راقم گوید کہ چند سال بندہ

را ہمچنیں مغالطہ در پیش آمدہ است و قبل

از رسیدن در مقامِ توحید سخنان خلاف

شرع از زبانش سر میزدہ اَسْتَغْفِرُ اللہَ

نہیں جانتے کہ یہ سیر تو دائرہ امکانمیں داخل ہے، اور

توحید وجودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے

بعد آتا ہے، اور کچھ لوگ عالم ارواح کے انکشاف و ظہور

کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اُس کے بیچوں و

بے کیف ہونیکے سبب اور عالم اجسام پر اُس کے احاطہ کرنیکی

وجہ سے اُس (عالم ارواح) کو تمام جہانکا قیوم (نگہبان)

خیال کر لیتے ہیں، اور اُسی کو نعوذ باللہ خدا سمجھکر پوجنے

لگتے ہیں اس مقام میں بعضے اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے

سلطان العارفین (شیخ بایزید بسطامی) قدس سرہٗ فرماتے

ہیں، کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھکر پوجتا رہا، اور

چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا

اُنکو اس مقام سے جب ترقی حاصل ہوئی، تو اس اشتباہ کو انہوں

نے معلوم کر لیا، واضح رہے، کہ روح درحقیقت عالم امکان سے

ہے مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے، اور ایک نوع کی

بیچونی بھی اسکو حاصل ہے، لیکن بیچونِ حقیقی کی بہ نسبت یہ

چون کی قسم اور خدا تعالیٰ کی مخلوق اور پیدائش سے ہے

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، رہی ان اشتباہات

کی پوری تحقیق و تفصیل سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتیب شریفہ میں بڑی

وضاحت کیساتھ مذکور ہے، (وہاں سے ملاحظہ کریں) راقم

مصنف رسالہ کہتا ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی

لہ وکان اللہ ولم یکن معہ شی ۱۲ لسمہٖ سلمہ اللہ تعالےٰ

رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ بداند کہ صوفیہ
عَلَیۃ کہ احوالِ توحید دارند ، و
بوحدت وجود قائل اند، پنج مراتب
وجود را تعیّن کردہ اند، و حضراتِ خمس
نیز بینامند ، مرتبہ اُولیٰ را وحدت
میگویند ، و دریں مرتبہ تعیّن اول
کہ تعیّن علمی اجمالی ست اثبات مینمایند
یعنی اول تعینے کہ بر احدیت مجرّدہ
متعیّن شدہ ہمیں تعیّن است ، وانیمرتبہ
راتعین اوّل وحقیقۃ الحقائق وحقیقتِ
محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مینفرمایند ، و مرتبہ لاہوت نیز میگویند
و مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعیّن ثانی
میگویند ، و ایں مرتبہ را مرتبہ تفصیل
اسماء و صفات حضرت حق و مرتبہ
حقائق جمیع ممکنات میگویند و ایں
مرتبہ را مرتبہ جبروت میگویند و ایں
ہر دو تعیّن را در مراتبِ وجوب اثبات
میکنند ، و مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم
اَرواح ملکوت میشمارند ، و مرتبہ رابعہ
را مرتبہ عالم مثال و مرتبہ خامسہ را

مغالطہ پیش آیا ، اور توحید کے مقام میں پہنچنے
سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ کلمے میری
زبان سے سرزد ہوتے رہے ، توبہ استغفار)
جاننا چاہیے ، کہ توحید وجودی کے احوال کیساتھ
متصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے
وجود کے پانچ مرتبے متعین کئے ہیں ، انکو حضرات خمس
کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں ، پہلے مرتبہ کو وحدت
کہتے ہیں ، اور اسی مرتبہ میں تعیّن اول جو تعین علمی اجمالی
ہے اثابت کرتے ہیں یعنی وہ سب سے پہلا تعین (تقید و
اختصاص) جو احدیت مجرّدہ کو لاحق ہوا ہے ، یہی تعین
ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقائق اور
حقیقت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مرتبہ
لاہوت بھی کہتے ہیں ، اور دوسرے مرتبہ کو واحدیت
اور تعیّن ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اسماء و
صفات کی تفصیل کا مرتبہ اور تمام ممکنات کے حقائق
کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے اور ان ہر دو تعین
کو مراتب وجوب میں ثابت کرتے ہیں اور تیسرے
مرتبہ کو عالم ارواح و ملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں
اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور
پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام و ناسوت کا مرتبہ
قرار دیا ہے ، اور ان تین موخر الذکر مراتب کو

مرتبہ عالم اجسام وناسوت قرار دادہ اند
وانیمراتب سہ گانہ را مراتب امکانی گفتہ
اند، واحکام یکمرتبہ رابرمرتبہ دیگر ثابت (اخیرہ ۱۲)
کردن پیش ایشاں زندقہ است (بیدینی ۱۲)

بیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

یعنی اسم یکمرتبہ واحکام او برمرتبۂ دیگر
اطلاق نمودن وجاری ساختن کفرست
صریح مثلاً درمرتبہ ناسوت کہ نام آنمرتبہ
انسان ست، وحکم او عجز وبیچارگی و
عابدیت ست، ودرمرتبہ وحدت کہ نام
آں مرتبہ اللہ وحکم او استغنا وبے نیازی
ومعبودیت ست، (است ۱۲) ایں ہر دو اسما واحکام
رایکے ساختن نزد صوفیہ محققین کفر محض
وارتداد صرف ست بشنو بشنو کہ چوں
ایں مراتب خمسہ (پنجگانہ ۱۲) را بہ تعمق نظر فکر نمودہ
میشود، ہمہ داخل دائرہ ولایت صغریٰ
مشہو دیگردد، والعلم عند اللہ سبحانہ
زیرا کہ چوں لطائف خمسہ را سیر تفصیلی
واقع بشود، اول گذر ایشاں در دائرۂ

کو امکانی مراتب کہا ہے، اور ایک مرتبہ کے
احکام دوسرے مرتبہ کے لئے ثابت کرنا
اُن کے نزدیک سوائے زندقہ اور بیدینی
کے اور کچھ بھی نہیں، **بیت** ہر مرتبہ
از وجود حکمے دارد الخ **ترجمہ** وجود کا ہر مرتبہ
جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت
ملحوظ نہ رکھے، تو تو بیدین و ملحد ہے، یعنی
ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر بولنا
اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا بالکل
صریح کفر ہے، مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان
ہے، اور اُس کا حکم عجز و نیاز اور عبادت
کرنا ہے، اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے
اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی
اور معبود ہونا ہے، سو ان دونوں اسموں اور
حکموں کو ایک بنا دینا محققین صوفیہ کے نزدیک
بلاشبہ کافر اور مرتد ہو جانا ہے، میاں سنو سنو کہ
ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو
یہ سب کے سب ولایت صغریٰ ہی کے دائرہ میں داخل
معلوم ہوتے ہیں، والعلم عند اللہ سبحانہ
وجہ اس کی یہ ہے، کہ سیر تفصیلی کے وقت
لطائف خمسہ کا گذر اولاً دائرہ امکان میں ضرور

امکان واقع خواہد شد، و عالم اجسام
و ارواح و ملکوت و مثال کہ ہمہ داخل
دائرہ امکان اند، مشہود سالک خواہند
شد، بعد از قطع ایں دائرہ چونکہ عروج
خواہد شد، در دائرہ ولایت صغریٰ قدم
خواہد نہاد، و دریں دائرہ سیر ظلال
اسماء و صفات واقع میشود و ایں ظلال
در نظر سالک عین اسما و صفات مشہود
میگردد، و چوں ہر نقطہ ازیں دائرہ از
مبدأ خود ناشی ست، چونکہ بعد از قطع
تفصیلے باں نقطہ اجمالی خواہد رسید
آں نقطہ را حقیقت محمدی و تعین اول
کہ تعین علمی ست، میدانند، و فوق آں
نقطہ ذات بحت و احدیت مجردہ خیال
میکنند تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً

بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کانیجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

سیمرغ ۱۲

باید دانست، کہ ایں دائرہ ظلال اسما
و صفات مبدأ تعین جمیع ممکنات ست
سوائے انبیاء عظام و ملائکہ کرام علیہم

ہوگا، تو عالم اجسام و عالم ارواح و عالم ملکوت
و عالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل میں سب
کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے،
پھر اس دائرہ کے طے کرنیکے بعد چونکہ لطائف
کو عروج ہوگا، تو سالک اس عروج کیوقت ولایت
صغریٰ میں قدم رکھیگا، اور اس دائرہ میں اسما و
صفات کے ظلال کی سیر اس کو حاصل ہوگی، اور یہ
ظلال سالک کی نظر میں اسماء و صفات کا عین دکھائی
دینگے، اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے
مبداء و منشاء سے ناشی و حاصل ہوا ہے لہذا
سیر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اس نقطہ اجمالی
پر جب نظر پڑیگی، تو اس نقطہ کو حقیقت محمدی
اور تعین اول (جو تعین علمی ہے) سمجھیگا، اور
اس نقطہ کو ذات محض اور احدیت مجردہ
خیال کریگا، (اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر
ہے) بیت عنقا شکار کس الخ ترجمہ

اٹھائے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے
لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے

جاننا چاہیے، کہ یہ اسما و صفات کے ظلال کا دائرہ
سوائے انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام
کے تمام ممکنات کا مبدأ تعین ہے، اور نیز یہ

السلام مرید آنکہ ہر فردے از افراد عالم را از جناب الٰہی علی التواتر والتوالی پے بپے فیوضات تازہ میرسد، از قسم وجود و حیات و نعمتہائے دیگر کہ تعداد آں از احاطہ بشری بیرون ست، و آں فیوض بتوسّط صفات و ظلال آں واسطہ اند درمیان مخلوقات و ذات حق اگر ایں اسماء و صفات نمی بودند، عالم کہ معدوم محض بود، وجود و بقائی یافت، زیرا کہ حضرت ذات کہ بکمال استغنا موصوف ست بعالم مناسبتے ندارد اِنَّ اللہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ پس ہر شخصے از اشخاص عالم را از ظلے از ظلال صفات کہ آں ظلال لاتناہی ست، فیوض و کمالات میرسد و آں ظل را مبدأ تعین و حقیقت ایں شخص میگویند، و عین ثابت نیز می نامند آنکہ صوفیہ گفتہ اند، اَلطُّرُقُ اِلَی اللہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اشارت بہمیں ظلال ست، و چوں لطیفہ داخل دائرۂ ولایت صغریٰ شد در اصل و حقیقت خود فانی

یہ امر بھی معلوم رہے، کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب الٰہی سے پے در پے اور متواتر نو بہ نو فیوضات پہنچتے رہتے ہیں، جیسے وجود و حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں جنکی تعداد احاطہ بشری سے خارج ہے، اور یہ تمام فیوض صفات اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، اگر یہ اسماء و صفات نہ ہوتے، تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود و بقا نہ پاتا، اس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت حق سبحانہ کی ذات پاک جو کمال استغنا اور بے پروائی کے ساتھ موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے اِنَّ اللہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے اپس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے ہیں، اس ظل کو اس شخص کا مبدء تعین اس کی حقیقت اور اسکا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں، صوفیہ کرام کا یہ قول (اللہ تعالیٰ کیطرف موصل راستے انفاس خلائق کے شمار کے برابر ہیں) انہی ظلال کیطرف اشارہ ہے، اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو اپنے اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود ہو کر

ف حقیقت آں شخص و مبدء تعین و عین ثابتہ آں

ف در اصل اصل

ومستہلک خواہد شد، و بقا بآں حقیقت خواہد یافت، پس فناء لطیفہ قلب (تفصیل سبب مریا قبل مغفور بود ۱۲) در تجلی فعلی خواہد شد، در یں وقت افعال خود و افعال جمیع مخلوقات از نظرش مختفی (پوشیدہ) خواہند بود، و بجز فعل یک فاعل حقیقی در نظرش نخواہد آمد، ولایت این[1] لطیفہ را ولایت حضرت ابو البشر آدم عَلَيْهِ السَّلَام میفرمایند (میگویند ۱۲)، پس سالکے کہ از راہ ایں ولایت داخل مقصود شود اورا آدمی المشرب (منسوب ست بحضرت آدم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام ۱۲) میگویند، و فناء لطیفہ روح در صفات ثبوتیہ[2] حق سبحانہٗ بشود، دریں وقت سالک صفات خود را از خود و صفات جمیع مخلوقات را از جمیع مخلوقات مسلوب ساختہ بحضرت حق سبحانہٗ منسوب خواہد دید، و چوں وجود کہ اصل جمیع صفات ست وجود را از خود و از جمیع ممکنات نفی ساختہ

اُس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے، کہ لطیفہ قلب کی فنا فعلی تجلی میں ہوگی، اس وقت سالک کے اپنے اور تمام مخلوقات کے فعل اُس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں، اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے اُس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا، اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے مقصود کو پاوے، اُسکو آدمی المشرب کہا جاتا ہے، اور لطیفہ روح کی فناء حق سبحانہٗ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے، اس وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر کے صرف حق سبحانہٗ کیطرف ہی منسوب دیکھیگا اور سالک جب وجود کی جو تمام صفات کی اصل ہے اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت حق سبحانہٗ کے اور کسی کیلئے بھی ثابت نہیں کریگا، تو

[1] بدانکہ لطائف عالم امر را بہ چند پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والسلام مرحمت فرمودہ اند، لطیفہ قلب را بحضرت آدم و لطیفہ روح را بحضرت نوح و بحضرت ابراہیم و لطیفہ سر را بحضرت موسیٰ و لطیفہ خفی را بحضرت عیسیٰ و لطیفہ اخفیٰ را بحضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم افضل الصلوات والتسلیمات ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

[2] از حیات و علم و قدرت و ارادہ و کلام و سمع و بصر و تکوین ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

اثباتِ آں را غیر از حضرت حق سبحانہ نخواہد
کرد، لاجرم بتوحیدِ وجودی قائل خواہد
شد، و ولایتِ ایں لطیفہ را ولایت حضرت نوح
وحضرت ابراہیم علیہما السلام میفرمایند
پس سالکے کہ ازیں راہ ولایت واصل
خواہد شد، او را ابراہیمی المشرب میگویند
اگر سائلے سوال کند، کہ تو توحیدِ وجودی
را در لطیفہ روح کہ ولایتِ ابراہیمی ست
اظہار نمودی با آنکہ حضرت خلیل علیہ
السلام دائرہ نفی را بہ تمام وکمال طے
فرمودہ و ہیچ دقیقہ از دقائق شرک فرو
نگذاشتہ، لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ گویاں متوجہ
حضرت ذات مجردہ کہ ورا ءالوراء ست
گشتہ فرمودند اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جوابِ آں بچند وجہ
گفتہ میشود، جوابِ اول آنکہ در لطیفہ روح
اگرچہ توحیدِ وجودی منکشف شود ولیکن
ایں توحید نہ مثلِ توحیدست کہ در سیر لطیفہ
قلب واضح شدہ بود، کہ آنجا وجود ممکنات
را از غلبہ محبت وجود حضرت حق سبحانہ می

اُسوقت خواہ نخواہ توحید وجودی کا قائل ومعتقد ہوجائیگا
اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت نوح اور حضرت
ابراہیم علیہما السلام کی ولایت فرما دیتے
ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل
مقصود ہوا، اوسکو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے، اگر کوئی
سائل سوال کرے، اور کہے کہ تو نے توحید وجودی
کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھدیا ہے
حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا
پورا طے فرمایا، اور دقائق شرک سے کوئی ایک
دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا، اور لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
(میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانیوالونکو) کہتے ہوے
حضرت ذات مجردہ کیطرف جو پرے سے پرے کی
متوجہ ہوکر فرمایا (اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ) بیشک میں نے
متوجہ کیا اپنا چہرہ اُسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور
زمین سب سے ایکطرف ہوکر اور میں نہیں شریک کرنیوالوں
سے) اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہوسکتا ہے
پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو توحید
وجودی بھی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اُس توحید
کی مانند ہرگز نہیں، جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوئی تھی
کیونکہ سالک اُس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے
محبت کے حضرت حق سبحانہ کا وجود ہی پاتا تھا، اور اُس

لہ پس شان ازیں توحید بدرجہا اعلیٰ وفوق ست ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

یافت و اینجا وجود راکہ خیر محض و بابرکتِ
صرف ست، غیر از حق سبحانہٗ را اثبات
نمیکند، و ممکنات را عدمِ محض و ناچیز صرف
مے یابد، عدم را وجود انگاشتن و وجود را
بر عدم محمول ساختن از کمالِ غلبہ سکر و
بے شعوری ست **بیت**

نہ آں ایں گردد نی ایں شود آں
ہمہ اشکال گردد بر تو آساں

جواب دوم آنکہ اُنس از خواصِ روح
ست، سالک را دریں مقام اُنس خاص
بحق سبحانہ پیدا میگردد، ضرورۃً روازہمہ
برتافتہ، متوجہ محبوب خود کہ حضرت ذاتست
میشود، جواب سوم آنکہ ولایت انبیاء کرام
علیہم السلام ولایت کبریٰ ست، کہ
درآنجا قربِ اسما و صفات و شیونات حضرت
حق است و مُوردِ احوال آں ولایت لطیفہ
نفس است و آنچہ دراں ولایت منکشف
میشود، توحیدِ شہودیست و معارفِ دیگر
نہ توحید وجودی کہ انکشاف آں در قرب
ظلال اسما و صفات ست، نہ عینِ آنہا و آنچہ

جگہ وجود کو جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے
سوائے حق سبحانہ کے اور کسی دوسرے کیلئے ثابت
ہی نہیں کرتا، اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناچیز
ہی اعتقاد کرتا ہے، عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود
کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری
سے ناشی ہے، بیت نہ آں ایں گردد نے الخ
ترجمہ نہ وہ یہ ہو نہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں
آسان تجھ پہ اے یار دوسرا جواب یہ ہے
کہ اُنس و محبت روح کی ایک خاص خاصیت
اور لازمی صفت ہے بنا بریں سالک کو اس مقام میں حضرت
حق سبحانہ کیساتھ ایک خاص قسم کا اُنس پیدا ہو جاتا
ہے، پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت
ذات ہی کیطرف متوجہ ہونا اسکا لازمی فرض ہے، تیسرا جواب
یہ ہے، کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت ولایت
کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہ کے اسما صفات و
شیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے اور اس ولایت
کے حالات کا محل ورود لطیفہ نفس ہے، اور اس
ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف و علوم
کا انکشاف و ظہور رہوتا ہے، نہ کہ توحید وجودی کا کیونکہ
اسکا انکشاف تو اسماء و صفات کے ظلال کے قرب میں

پس آں شایاں شانِ شان نبود بلکہ نقصان داشت الماین نہ چنیں ست ۱۲ منہ و امریکہ بے اختیار بوقوع درآید زیانے نزاد ۱۲
فقیر محمد سلمہ اللہ تعالےٰ

ولایتِ لطائف عالم امر را منسوب بحضرتِ انبیاء علیہم السلام میفرمایند معنیش آنست، کہ قربیکہ لطائف خمسہ عالم امر را حاصل میشود ظلِ قربی ست کہ انبیاء را در مقامِ اصل حاصل شدہ است مثلاً قربی کہ در لطیفہ روح حاصل میشود ظلِ قرب ولایت خلیلی ست، وقس علیٰ ہٰذا

جوابِ چہارم آنکہ اگرچہ ولایت لطیفہ روح ولایتِ خلیلی ست علیہ السلام لیکن در مقامِ نبوت آنحضرت را شانے است، کہ بعد از حضرتِ خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء شدہ اند، و معارف مقام نبوت بمعارف ولایت ہیچ مناسبتے ندارد (علوم ۱۲) بلکہ صاحب مقام نبوت را از معارفِ توحید وجودی ہزاراں ننگ و عارست، بر سر اصل سخن ردیم و گوئیم کہ فناء لطیفہ سر در شیونات ذاتیہ حضرت حق میشود، و در نیمقام سالکِ ذاتِ خود را در حضرت حق سبحانہ مضمحل می یابد ولایت ایں لطیفہ را ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام میگویند، پس سالکے کہ ازیں راہ

ہوا کرتا ہے کہ اسماء و صفات کے عین ہیں، اور لطائف خمسہ عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب نسبت کرتے ہیں، اس سے یہ مراد ہے کہ لطائف خمسہ عالم امر کو جو قرب حاصل ہوتا ہے، وہ اس قرب کا ظل ہے جو انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے، مثلاً جو قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے، وہ ولایت خلیلی کے قرب کا ظل ہے، اور اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کرلے، چوتھا جواب ہے، کہ گو لطیفہ روح کی ولایت خلیلی ولایت ہے، مگر مقام نبوت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے، کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف و علوم ولایت کے علوم و معارف کیساتھ تو کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید وجودی کے معارف و علوم سے ہزارہا ننگ و عار ہے، اب ہم اصل بات کیطرف رجوع کرکے کہتے ہیں، کہ لطیفہ سر کی فنا حضرت حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہ کی ذات میں گم و نیست و نابود پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ

ولایت واصل مقصود شود، او را موسوی المشرب خواہند گفت و فناء لطیفہ خفی در صفاتِ سلبیہ او تعالیٰ ست در ینمقام سالک تفرید جناب کبریا از جمیع مظاہر میسر باید و ولایت ایں لطیفہ را ولایت حضرتِ عیسیٰ علیہِ السلام میگویند، پس سالکے کہ ازیں راہِ ولایت واصل میشود، او را عیسوی المشرب خواہند گفت، راقم گوید عفی عنہ در ابتدا مناسبتِ خود بحضرت عیسیٰ علیہِ السلام دریافت کردہ مبدأ تعینِ خود را اسم المحی معلوم کردہ بودم بعد از مدتِ بسیار بخدمتِ مبارک حضرت پیر دستگیر خود عرض کردم کہ مناسبتِ خود بجنابِ حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہِ الصلوٰۃ والسلام دریافت نمودہ ام، آنحضرت توجہ فرمایند، کہ از ولایتِ عیسوی بولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فائض شوم آنحضرت ارشاد کردند کہ ما توجہ میکنیم، تو نیز متوجہ باش الحال از برکت توجہ ایشاں امید دارم کہ ترقی شدہ باشد، و فناء لطیفہ اخفیٰ در مرتبہ شانِ الٰہی

واصل مقصود ہو، اسکو موسوی المشرب کہا جاتا ہے اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا حق جل و علا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک اس ولایت کے راستہ سے مقصود و مراد تک پہونچے، اسکو عیسوی المشرب کہیں گے، راقم الحروف عفی عنہ المصنف رسالہ ہٰذا کہتا ہے، کہ شروع شروع میں مینے اپنی مناسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کرکے اپنا مبدأ تعین اسم المحی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں عرض کیا، کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں، کہ عیسوی ولایت سے منتقل ہوکر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فائض المرام ہوجاؤں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کرینگے تو بھی متوجہ رہ اب پیر دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی، اور لطیفہ اخفیٰ کی فنا شان الٰہی کے اُس درجہ و مرتبہ میں ہے، جو ان

ست کہ جامع ایں ہمہ مراتب ست دریں
مقام سالک متخلق باخلاق الٰہی میشود،
بدانکہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ تہذیب لطائف جدا جدا میفرمودند
لیکن فرزند گرامی آنحضرت یعنی حضرت
ایشاں محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وخلفائے ایشاں راہ کوتاہ ساختہ
تہذیب لطیفہ قلب فرمودہ بہ تہذیب
لطیفہ نفس می پردازند، کہ در ضمن ایں
ہر دو لطیفہ لطائف اربعہ را تہذیبے بہم
میرسد، لیکن جناب مبارک حضرت
پیر دستگیر قلبی و روحی فداہٗ بہمہ لطائف
توجہ میفرمایند، و بندہ را بمراقبہ ہر یک
لطیفہ جدا جدا نیز امر فرمودہ اند، چنانچہ
مراقبہ قلب را بایں طریق فرمودند،
کہ قلب خود را بمقابل قلب مبارک حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم
داشتہ بجناب الٰہی عرض باید کرد، کہ فیض
تجلی افعالی کہ از قلب مبارک حضرت
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بقلب حضرت آدم علیہ السلام

تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے، سالک
اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الٰہی کے ساتھ
متخلق ہو جاتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ حضرت امام ربانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا
فرمایا کرتے تھے، مگر آپکے فرزند گرامی حضرت ایشاں
خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے
خلفاء نے راستہ کو تاہ کر دیا ہے، شروع ہی سے
لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب
کے درپے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں کی تہذیب
کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی بہم
پہنچ جاتی ہے، لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر
(میرا دل وجان انپر قربان) تمام لطائف پر توجہ
فرماتے ہیں، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کو
ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے
چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے، کہ
سالک اپنے قلب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے قلب مبارک کے (روبرو) رکھکر
جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ الٰہی تجلی افعالی
کا فیض جو حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلب مبارک سے حضرت آدم
علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ

رسیدہ است، و در قلب من برسد، و
قلوب مشائخ کرام را کہ تا آنحضرت
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
وسائط فیض اند مانند عینک بالا پیوسته داشت
و ہمچنیں لطیفہ روح خود را مقابل روح
مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ داشتہ بجناب الٰہی عرض
نماید، کہ فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ
از روح مبارک حبیب خدا صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بروح حضرت نوح
و حضرت ابراہیم علیہما السلام رسیدہ
است، در لطیفہ روحِ من فائض شود
و ہمچنیں لطیفہ سِرّ خود را مقابل سِرّ مبارک
آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ داشتہ
عرض کند، کہ الٰہی فیض شیونات ذاتیہ
حضرتِ حق کہ از لطیفہ سِرّ مبارک
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
در سِرّ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہِ
الصَّلوٰۃ والسَّلام رسیدہ است، در
سِرّ من برسد، بعد ازاں لطیفہ خفی خود
را مقابل لطیفہ خفی حضرتِ رسالت

بمیرے قلب میں پہنچے، اور دعا کے اثنا میں
تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تک جو فیض کا
واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے
اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت صلی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی روح مبارک کے روبرو
رکھکر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ
خداوندا اپنے صفات ثبوتیہ کے تجلیات کا
فیض جو حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کی روح مبارک سے حضرت نوح و حضرت
ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہونچا
ہے، وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے، اور اسی
طرح اپنے لطیفہ سِرّ کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہ
وَسَلَّمْ کے سِرّ مبارک کے مقابل تصور کرکے
یوں دعا کرے، کہ الٰہی اپنے شیونات ذاتیہ کا
فیض جو پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کے لطیفہ سِرّ مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ
نبیّنا وعلیہِ الصَّلوٰۃ والسَّلام کے سِرّ
میں پہنچا، میرے سِرّ میں پہنچے، بعد ازاں اپنے
لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال

پناہے دارد، وعرض کند، کہ الٰہی فیضِ تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ[1] کہ از خفی مبارک آنحضرت بخفی حضرتِ عیسیٰ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ رسیدہ است، در لطیفہ خفی من فائض شود من بعد لطیفہ اَخفٰی خود را مقابل لطیفہ اخفٰی حضرت رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ داشتہ عرض کند، کہ الٰہی فیض تجلیات شانِ جامع خود را کہ در اَخفٰی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رسانیدہ در اخفٰی من برساں، باید دانست کہ ولایت ایں لطائف ہمہ در دائرۂ ولایتِ صغریٰ میشود بلکہ ایں لطائف را عروج تا بدائرہ اُولیٰ ولایتِ کبریٰ[2] میشود، بدانکہ چنانچہ در دائرۂ امکان مُراقبۂ احدیت میکنند، ہمچناں در ولایتِ صغریٰ بمراقبہ معیت کہ مفہوم آیہ شریفہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ است میفرمایند وتمام شدن سیر دائرہ امکان را اگر کشف دارد، خود خواہد دانست، یا شیخ صاحب کشف خواہد گفت، واگر ہر دو کشف

کر کے عرض کرے، کہ الٰہی اپنے تجلیات صفات سلبیہ کا فیض جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو پھر اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اخفیٰ شریف کے سامنے رکھکر عرض کرے، کہ الٰہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخفیٰ شریف میں تونے پہنچایا ہے، میرے اخفیٰ میں پہنچا، جاننا چاہیے، کہ ان تمام لطائف کی ولایت ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج حاصل ہوتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ جس طرح دائرہ امکان میں مراقبۂ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا مفہوم ہے کرتے ہیں، اور دائرہ امکان کے سیر کی انتہا یوں معلوم ہو سکتی ہے کہ سالک اگر صاحب کشف ہے، تو خود آپ ہی اپنے کشف کے ذریعہ شناخت کریگا، یا اسکا شیخ صاحب کشف

[1] مانند آنکہ خدا تیعالے از ہر عیب ونقصان پاک است نہ زمانی ست نہ مکانی نہ جسم دارد نہ مادہ وغیرہ وغیرہ لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر ۱۲ [2] کہ متضمن سہ دائرہ ویک قوس است ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

نذارند پس باید، کہ جمعیت قلب خود را ملاحظہ نمودہ باشد، اگر بیخطرگی یا کم خطرگی کہ خطرہ مانع حضور نشود، تا بچہار گھڑی کامل برسد، پس مراقبہ معیت شروع باید نمود ومعیت او تعالیٰ را با خود و ہمہ لطائف و عناصر خود بلکہ با ہر ذرہ از ذرات ممکنات ملحوظ باید داشت، تا معیت بیچونی او تعالیٰ بادراک بیچون مدرک شود، وجہات ستہ را احاطہ نماید وتوجہ وحضور کہ پیدا شدہ بود رو باضمحلال آرد، آنوقت شروع در ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیائے کرام ست ودائرہ اسما وصفات وشیونات حضرت حق ست میفرمایند،

فصل

در بیان ولایت کبریٰ

کہ فناء انا ولطیفہ نفس ست باید دانست کہ چوں اسرار توحید وجودی وسر معیت بریں ذرہ بمقدار ورود نمودند، چناں دریافت شد، کہ از عرش مجید بل فوق

اُس کو متنبہ کردیگا، اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں، تو پھر طالب کو چاہیئے، کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے، اگر بے خطرگی یا اسقدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے، یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے، تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کردیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ سے اپنے تمام لطائف عناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کیساتھ ملحوظ رکھنا چاہیئے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی بیچوں معیت بیچوں ادراک کیساتھ ادراک کیجائے اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور جو توجہ وحضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کیجانب پھیرے، اُسوقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسما، وصفات وشیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں،

فصل

ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس و انا کی فنا کا نام ہے، جاننا چاہئے کہ توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بمقدار پر وارد کئے گئے، تو یہ معلوم ہوا، کہ عرش مجید بلکہ اُسکے فوق سے لیکر تحت الثریٰ تک

---

[1] یعنی فوق تحت قدام خلف یمین ویسار [2] قال اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استویٰ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ ۱۲ - لمصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ

آں تا ثری نورے محیط خود و محیط ہر ذرّہ ممکنات دیدم و رنگ آں نور بسبب بی رنگی بسیاہی مناسبت داشت و مصداق[1] وکَانَ اللّٰہُ فِی عَمَاءٍ بود، و دراں استغراق حاصل شد، و بعضے از اسرار و علوم ایں مقام واضح گشت، تا آنکہ بتاریخ پانزدہم شہر ربیع الاول از ہماں[2] سال کہ بندہ در حضور حاضر شدہ بود، و از وقت ابتدائے توجہ تا ایں ہنگام عرصہ دو ماہ و پنج روز گذشتہ بود، حضرت پیر دستگیر مَدَّ ظِلُّھُمُ العَالِی توجہ بر لطیفہ نفس بندہ فرمودند، در ہماں توجہ دیدم، کہ آفتاب وارے از مطلع نورے مانند آفتاب ۱۲ نفس طلوع نمود، و آں نور سیاہ کہ ذات حضرت حق می فہمیدم، از ہم ریخت نابود گردید ۱۲ حتیٰ کہ نام و نشاں آں نور نماند، دیدم، کہ وجود ممکنات کہ در نورِ سیاہ معدوم و مضمحل دریافت مے شد، باز ظہور نمود، مانند وجود معلوم ۱۲ ستارہا در شعشعان انوار آفتاب، لیکن در سیر قلبی تیزی بصر غلبہ ۱۲ اینقدر نبود، کہ در وجود

تک ایک نور ہے، جو مجکو اور ممکنات کے ہر ذرہ کو احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اُسکا رنگ اُسکی بے رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف وکَانَ اللّٰہُ فِی عَمَاءٍ کا مصداق تھا، اور اُس میں مجھے استغراق حاصل ہوا، اور اس مقام کے کچھہ اسرار وعلوم بھی مجھہ پر واضح ہوئے، گذشتہ حالات کا میں مورد بنا رہا، یہاں تک کہ اسی سال کی ماہ ربیع الاوّل کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور میں حاضر ہوا اور اور ابتداء توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذرچکے تھے، جسوقت پیر دستگیر مدظلہم العالی نے میرے لطیفہ نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں نے دیکھا، کہ آفتاب کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع کیا، اور وہ نور سیاہ جسکو میں حضرت ذات حق سمجھتا تھا، نیست و نابود ہوگیا، حتیٰ کہ اُس نور کا کچھہ بھی نام و نشاں باقی نہ رہا، میں نے دیکھا، کہ ممکنات کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا تھا، اُس نے پھر ظہور کیا، جیسے ستاروں کا وجود آفتاب کے انوار و شعاع میں، لیکن سیر قلبی میں بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی، کہ ممکن اور واجب

---

[1] یعنی وایں ذرہ بیقدار مصداق ایں حدیث بود، و دراں الخ ۱۲ [2] وہذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ الترمذی ۱۲ [3] یعنی سنہ یکہزار و دوصد و بست و پنجم ۱۲۲۵ھ ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

ممکن و واجب تمیز نتوان کرد، لہٰذا قائل باتحاد
شدہ بود، چونکہ در سیرِ ولایت کبریٰ کہ ولایتِ
انبیاست، و مقامِ صحو و ہوشیاری ست
حدّتِ نظر (تیزی ۱۲) عنایت کردند، دیدم کہ وجودِ
ممکنات البتہ ثبوتے و استقرارے دارد
لیکن وجود اشیاء وجود ظلی دریافت شد
کہ پرتوے از وجود الٰہی بر اَعدام تافتہ (معلوم ۱۲)
آنرا موجود ساختہ است، و ہمچنین صفاتِ
ممکنات پرتوے از صفات او سُبحانہٗ
مشہود گردید، نہ عینِ آنہا و ہمیں ست
معنی توحیدِ شہودی کہ در لطیفہ نفس مشہود
می شود، و از ینجا معنی اَقربیت او تعالیٰ
دریاب و فرقِ دیگر درمیانِ معیت و
و اقربیت او بشنو، کہ غایتِ معیت اتحاد
ست، و کمالِ اقربیت در اثنینیت لیکن
اگر وجود در ممکن نمودار ست، استفاد از
حضرتِ حق ست سبحانہٗ نہ از خود و اگر
صفات ظاہر گشت، ہم از آنجناب ست
و حقیقتِ او عدم ست، کہ مشاراً الیہ
ہیچ اشارت (ممکن ۱۲) نمیتواند شد و اشارت انا
و انتَ بر وجود خواہد یافت، نہ بر عدم

کے وجود میں تمیز کر سکتا، لہٰذا اُس وقت اُن
دونوں کے اتحاد کا قائل ہو گیا، چونکہ ولایت کبریٰ
کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو و
ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی، تو
میں نے دیکھا، کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت
و استقرار رکھتا ہے، لیکن اشیا کا وجود ظلی وجود
معلوم ہوا، جس کو وجود الٰہی کے پرتو نے اَعدام
پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات
حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے صفات کا پرتو ہیں، نہ ان
صفات حق کا عین، اور توحید شہودی کا معنے،
جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہی ہے
اور حق تعالےٰ کی اقربیت کے معنے بھی یہاں سے
غور کیساتھ سمجھ لے، اور دوسرا فرق اللہ تعالےٰ کی اقربیت
و معیت میں یہ ہے، سُن لے، کہ معیت کی غایت اتحاد
ہے، اور اقربیت کا کمال اثنینیت اور دوئی میں ہے
لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے، تو حضرت حق سبحانہٗ
سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اُسکے اپنے پاس سے اور اگر
اُسمیں صفات کا ظہور ہے تو وہ بھی اسی جناب سے ہے اُسکی
اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی ایک اشارہ کا بھی
مشارٌ الیہ نہیں ہو سکتا، اور انا و انت کا اشارہ
وجود ہی کیجانب ہوگا، نہ عدم کی، پس اس تحقیق

معنے توحید شہودی و معنے اقربیت او تعالےٰ و فرق درمیان معیت و اقربیت یعنی دوئی

پس ازیں تحقیق معلوم شد کہ وجودِ اصل
نسبت بوجودِ ظل بظل نزدیک ترست،
زیراکہ ظل ہرچہ دارد، از اصل دارد، نہ از
خود واگر بر وجودِ خود نگاہ میکند، پرتوے
از اصل مے یابد نہ از خود واگر بصفات
خود نظر می اندازد، ہم نمونہ از صفات
اصل می بیند، لاجرم با قربیّت اصل اقرار
خواہد نمود، چہ قربیکہ ظل را بخود پیدا گردیدہ
است از باعث وجود اصل است، پس
اصل اقرب آمد بظل از وجودِ او اگرچہ
بیان اقربیت در تقریر نمے گنجد، و در تحریر
راست نمے آید، چہ عقلِ ناقص در ادراک
یعنی حسب فہم و عقل ۱۲
نزدیکتر پراز خود عاجز ست، لیکن این معاملہ
ورائے طور عقل ست، موقوف بر انکشاف
تام ست، باید دانست کہ دائرۂ ولایت
کبریٰ متضمن سہ دائرہ ویک قوس ست

سے معلوم ہوا، کہ اصل کا وجود ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے
کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اُس نے
اپنے اصل سے لیا ہوا ہے، نہ کہ اپنے پاس
سے، اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے
تو اُس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور
اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے، تو اُنکو
بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا
ہے، لہذا اپنے اصل کی اقربیّت کا خواہ مخواہ
اقرار کرے گا، کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ
پیدا ہوا ہے، وہ اس کے اصل کے وجود
ہی کے سبب سے ہے، پس اصل ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے، گو اقربیت
کا بیان تقریر میں نہیں آسکتا، اور تحریر میں
بھی ٹھیک نہیں آسکتا، کیونکہ عقل ناقص
اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادراک سے عاجز
ہے، لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور
دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے، جاننا
چاہیئے، کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین دائروں
اور ایک قوس نصف دائرہ کو متضمن ہے،

. . . .

یعنی نیمہ دائرہ در دائرہ اُولیٰ از دوائر
ثلٰثہ، ولایت کبریٰ سیر اقربیّت و توحیدِ
شہودی منکشف میشود و نصف سافل
ایں دائرہ متضمن اسماء و صفات زائدہ است
و نصف عالی آن مشتمل بر شیونات ذاتیہ
تاایں دائرہ عروج لطائف خمسہ عالم امر
میشود، و مورد فیض ایں دائرہ لطیفہ نفس
ست، باشترکت لطائف مذکورہ و دریں
دائرہ مراقبہ اقربیّت یعنی مفہوم آیہ شریفہ
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
خیال میکنند، چوں از دائرہ اقربیّت عروج
(یعنی دائرہ اولیٰ ۱۲)
واقع خواہد شد، سیر در دائرہ اصل خواہد
افتاد، و از دائرہ اصل بدائرہ اصل اصل
ترقی خواہد نمود، و از اصل اصل باصل
ثالث کہ عبارت از قوس ست سیر خواہد
کرد، و دریں دو نیم دائرہ کمال استہلاک
و اضمحلال حاصل میشود، و چوں حضرت
پیر دستگیر دریں دو دائرہ برایں بندہ توجہ
فرمودند، دیدم کہ میزاب نور بیرنگ ازیں
دو دائرہ بر لطیفہ نفس من بشدت تمام ریختند

ولایت کبریٰ کے ان تین دائروں میں سے پہلے
دائرے میں اقربیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف
ہوتی ہے، اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور
اور صفات زائدہ کا متضمن ہے، اور اس کا نصف
فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل ہے،
عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے
تک ہوتا ہے، اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ
نفس بشرکت لطائف مذکورہ ہے، اور اس دائرہ
میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریف و نحن اقرب
الیہ من حبل الورید کا مفہوم) تصور کرتے
ہیں، سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے
جب عروج کریگا، تو پھر اُسکی سیر دائرہ اصل میں واقع
ہوگی، اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل
کیطرف ترقی کریگا، اور اصل لاصل سے تیسرے
اصل یعنی قوس کیطرف سیر کریگا، اور پہلے دائرہ
کے نصف تحتانی و نصف فوقانی میں کامل استہلاک
و نیستی پیدا ہوتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر نے
ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ
فرمائی، تو مینے دیکھا، کہ ان دوائرے بیرنگ نور کا
ایک میزاب (پرنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت

لہ یعنی نصف سافل و نصف عالی دائرہ اولیٰ ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

که وجود و هستی مرا مثلِ نمک که در آب افتد
بتمام گداخت، حتّی که نام و نشان از وجودِ
من باقی نماند، و زوالِ عین و اثر میسّر
شد، واطلاق لفظ انا بر خود متعذّر دانستم
ومَوردِ برائے انا نیافتم، حتّی که در
دریائے عدمیّت فرو رفتم، که ناپیدا کنار
بود، به یقین معلوم گردید، که حقیقتِ فنا
دریں ولایت میسّر میشود، و آنچه در ولایت
سابق بود، صورتِ فنا بود، و دریں دو
نیم دائره مراقبه محبت یعنی مفهوم آیہ کریمه
یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ میکنند، و دریں دوائر
موردِ فیض لطیفه نفس ست، که عبارت
از انائے سالک ست، بدانکه مراقبهٔ ایں
دوائر بایں طریق میکنند، که خود را بخیال
داخل آں دائره کرده بلحاظ میفرمایند، که
فیضِ محبت از دائرهٔ اصلِ اسما و صفات
بر لطیفه انائے من وارد میشود، و همچنیں
از دائرهٔ اصل اصل فیض محبت بر انائے
من وُرُود میکند، و همچنیں از قوس که
اصلِ ثالث ست فیض محبت بریں لطیفه
می آید، و دریں دوائر تهلیل لسانی بلحاظ

سے گرایا گیا، جسکے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک
در آب کی مانند بالکل گل گئی، حتّی کہ میرے وجود کا
نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا، اور عین واثر کے
زوال کا مقام میسّر ہوا، اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر
مجھے بہت ہی دشوار جانا بلکہ مجھے انا کے ورود کا محل
ہی نہ پایا، حتے کہ عدمیّت کے ناپیدا کنار دریا میں
ڈوب گیا، اسوقت یہ یقین معلوم ہوا، کہ فنا کی حقیقت
تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے، اس سے پہلے پہلے
جو کچھ بھی تھا، وہ تو فنا کی صورت ہی صورت
تھی، اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی
میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا
مفہوم کرتے ہیں، اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس
ہے، یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ
اس طریقہ سے کرتے ہیں، کہ اپنے آپکو اپنے خیال سے
دائرہ کے اندر داخل کر کے بہ لحاظ و تصوّر کرتے ہیں کہ
دائرہ اصل اسما و صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر
وارد ہو رہا ہے، اور اسیطرح دائرہ اصل الاصل سے
محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے، اور ایسا
ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ
کو پہنچ رہا ہے، اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا
زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے،

سلہ بزبان لا الہ الا اللہ گفتن ۱۲

معنی نیز مفید می افتد، راقم گوید، عفی عنہ
کہ بندہ را بتوجہ پیر دستگیر جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاہُ
کشف ایں دوائر نیز شدہ است، آنچہ ما
بہ الامتیاز ایں دوائر دریافتہ ام، قلت
وکثرتِ انوار بضعف وقوت در عرض وطول
وبیرنگیِ نسبتِ فوق ست، بماتحتِ خود
ونیز درویشانے را کہ توجہ دریں دوائر کردہ
ام، اکثر یرا کشفِ ایں دوائر حاصل شدہ
است وعلامت قطع شدن ہر دائرہ و
تمام شدنِ او آنست، کہ دائرہ مثل قرصِ
آفتاب بر سالک مکشوف میشود، ہر قدر
از دائرہ کہ قطع میشود، ہماں قدر از دائرہ
نورانی بکمالِ شعشعاں ہویدا میگردد و آں
قدر از دائرہ کہ قطع نشدہ است، مانندِ
آفتاب کہ در وقتِ کسوف بے نور مینماید
معلوم میشود، وعلامتِ تمام شدنِ دائرہ
ولایت کبرٰی آنست، کہ معاملہ فیض باطن
کہ بدماغ تعلق داشت بسینہ متعلق میشود
آنوقت شرحِ صدر حاصل میگردد و وسعتِ
سینہ آنقدر میشود، کہ از بیان خارج ست
اگرچہ در سیر قلبی وسعت قلب آں مقدار

...... ، راقم الحروف عفی عنہ (مصنف
رسالہ ہذا) کہتا ہے، کہ پیر دستگیر (میں اُنکے قربان)
کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے
اور ان دوائر ثلثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز وجدائیگی
میرے علم میں عرض وطول کے اندر ضعف وقوت
میں اَنوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے، ونیز ماتحت
کی بہ نسبت نسبت فوق کے بیرنگ ہونے پر،
اَور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن
درویشوں کو میں نے توجہ دی، اُن میں سے
اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے، اَور ہر
دائرہ کے قطع وتمام ہونیکی علامت یہ ہے، کہ دائرہ
آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہو جائے، اور دائرہ
کا جسقدر حصہ قطع ہو جائے، اتنا ہی حصہ کمال نورانیت
کیساتھ ظاہر ہو، اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے
قطع باقی رہجائے، وہ بے نور معلوم ہو، جیسا کہ
آفتاب کسوف کیوقت (گہن لگنے) بے نور دکھائی دیتا ہے، اور
ولایت کبرٰی کے کامل دائرہ کے طے ہونیکی علامت یہ
ہے، کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے
سینہ کے متعلق ہو جاتا ہے، اسوقت شرح صدر بھی
حاصل ہو جاتی ہے، اور سینہ کی وسعت وفراخی تواسقدر
حاصل ہو جاتی ہے، جو بیان سے باہر ہے، گو سیر قلبی

شده بود، که آسمانہائے متعدد درونِ قلبِ
خود دیده بودم، و در قلب خود قلوبِ
بسیار مشاہده نموده بودم، لیکن این وُسعت
فقط در قلب بود، و وسعت صدر که در
ولایت کبریٰ حاصل میشود، شامل تمام
سینه عموماً و در محلِ لطیفہ اَخفیٰ خصوصاً
مے شود، و علامت شرح صدر بطریق
وجدان آنست، که چون و چرا از احکامِ
قضا مرتفع میشود، و درینمقام نفس مطمئنه
میگردد، و بمقام رضا ارتقاے فرماید
و در جمیع احوال راضی بقضا میماند، اگر بعد
قطع شدن این دوائر مراقبه اسم الظاہر
نماید، و موردِ فیض این مراقبه لطیفہ نفس
و لطائف خمسه عالمِ امر خیال نماید، قوّتے و
عرضے (فراخی ۱۲) در نسبت باطن پیدا می شود چنانچه
حضرت پیر دستگیر بندهٔ خود را (یعنی مصنف علیہ الرحمۃ ۱۲) این مراقبه
تلقین فرموده بودند، و فوائد آنرا دریافته
ام، و یاران را این مراقبه تلقین نموده ام
باید دانست، که ہمچناں که ظلالِ اسما و
صفات مبادی تعینات خلائق اند سوائے
انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام

میں قلب کی وسعت اسقدر ہوگئی تھی، کہ کئی آسمان
میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے، اور
کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے، لیکن یہ
وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی، اور وسعت صدر
جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے، وہ تمام سینہ میں عموماً
اور محل لطیفہ اخفیٰ میں خصوصاً ہوتی ہے، اور شرح
صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے، کہ شرح صدر
میں قضا و قدر کے احکام سے چوں و چرا و تمام اعتراضات
رفع ہوجاتے ہیں، اور نفس بھی مطمئنہ ہوجاتا ہے اور
عروج کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے، اور تمام
احوال میں راضی بقضا رہتا ہے، اگر سالک ان
دوائر کے طے ہونیکے بعد اسم الظاہر کا مراقبہ کرے
اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف
خمسہ عالم امر کو تصور کرے، تو نسبت باطن میں
بڑی قوت اور وسعت پیدا ہوجاتی ہے، چنانچہ حضرت
پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم
فرمائی تھی، اور اسکے فوائد و نتائج بھی مجکو حاصل
ہوگئے تھے، اور اپنے یاروں کو بھی مینے یہ مراقبہ تعلیم
کر دیا تھا، جاننا چاہیئے، کہ جیسے اسماء و صفات کے
ظلال تمام خلائق کے باستثنائے انبیاء کرام و
ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں، اور

وسیر ایں مرتبہ را مسمیٰ بولایتِ صغریٰ ساختہ اند، سیر ایں مرتبہ اسما و صفات و شیونات راکہ مبادی تعینات انبیا کرام اند، مسمیٰ بولایت کبریٰ میفرمایند و مبادی تعیناتِ ملائکہ عظام کہ مسمیٰ بولایت علیاست ہنوز درپیش ست،

فصل

دربیانِ ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ

سوائے عنصرِ خاک و فنا و بقاء آنہا چوں دردوائر ولایت کبریٰ حضرت پیر دستگیر بریں کمترین غلامانِ خود توجہات فرمودند واحوال و کیفیاتِ ہر دائرہ بریں بندہ فائض شد، تاآنکہ توجہ برائے شرح صدر فرمودند، دیدم کہ معاملہ دماغی متعلق بصدر شد، ووسعت سینہ را دریافتم از پانزدہم جمادی الثانی از سالِ ۱۳۲۵ مسطور توجہ بر عناصر غلام خود فرمودند دیدم کہ عناصر ثلثہ را جذبات الٰہیہ در رسید وعروجے واقع شد، واحوال لطیفہ وکیفیات بیرنگ بر عناصر وارد شدند

اوراس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے موسوم کیگئی ہے، یعنی اسماء صفات وشیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں انکی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جنکو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر درپیش ہے

فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولائت علیا (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش کی سیر (۳) انہی تین کی فنا وبقا، حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر توجہات فرمائیں، اور ہر دوائر کے احوال و کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے، حتیٰ کہ شرح کیواسطے بھی توجہ فرمائی، تو مینے دیکھا، کہ دماغی معاملہ نے سینہ کیساتھ تعلق پکڑا، اور سینہ کی وسعت بھی مجھکو معلوم ہوئی، پھر سن بارہ سوپچیس ۱۳۲۵ ہجری کے ماہ جمادی الثانی کی پندرہویں تاریخ کو اپنے غلام کے عناصر پر توجہ فرمائی، میں نے دیکھا، کہ میرے عناصر ثلثہ پر الٰہی جذبات وارد ہوئے، اور عروج بھی واقع ہوا، اور پاکیزہ حالات اور

واین عناصر ثلثہ را فنائے در ذاتیکہ مسمّٰی
الباطن ست، میسر شد، واضمحلال و
استہلاکِ ایں عناصر را دراں مرتبہ مقدسہ
حاصل گردید، وبقای باآں مرتبہ متعالیہ
میسر شد، ومناسبتے بملائکہ کرام بہمرسید
زیارت ایں بزرگواراں نیز میسر شد، و
خود را داخل در مقام ایشاں یافت بدانکہ
سیر در ولایتِ صغریٰ و ولایت کبریٰ سیر در
اسم الظاہر بود، وسیریکہ در ولایت
علیا حاصل میشود، سیر در اسم الباطن
ست وفرقے درمیان اسم الظاہر واسم
الباطن آنست، کہ در سیر اسم الظاہر تجلیات
صفاتی وارد میشود، بملاحظہ ذات ودر
سیر اسم الباطن اگرچہ تجلیات اسماء وصفات
ست لیکن احیاناً ذات ہم مشہود میگردد
تعالت وتقدست وصورت مثالی ایں
دائرہ ازعنایت حضرت پیر دستگیر برایں
فقیر منکشف گشت، دیدم کہ دائرہ ولایت
علیا ظاہر شد لیکن
مانند خطوط شعاعی
آفتاب اسماء وصفات

دائرہ
صفات
علیا

بیرنگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا، اور ان
عناصر ثلثہ کو اسم الباطن کی مسمّٰی ومصداق ذات
میں فنا میسر ہوئی، اور اُس مرتبہ مقدسہ میں ان
عناصر کو نیستی واستہلاک بھی حاصل ہوا، اور
اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی
اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی
اور ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی
اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر
داخل پایا، اب معلوم رہے، کہ ولایت صغریٰ اور
ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر کی سیر تھی، اور ولایت
علیا میں جو سیر حاصل ہوتی ہے، وہ اسم الباطن
کی سیر ہے، اور اسم الظاہر واسم الباطن کے درمیان
یہ فرق ہے، کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے
کے بغیر ہی محض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں، اور
اسم الباطن کی سیر میں گو اسماء وصفات کی بھی تجلیات
میسر آتی ہیں، مگر کبھی کبھی ذات تعالت وتقدست
بھی مشاہدہ میں آہی جاتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر
کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت مثالی بھی اس
فقیر پر منکشف ہوئی، میں نے دیکھا، کہ ولایت
علیا کا دائرہ ظاہر ہوا، مگر آفتاب کے شعاعی
خطوط کی مانند حضرت حق کے اسماء وصفات

حضرت حق ایں دائرہ را احاطہ نمودہ لیکن
احیاناً بےخطوط ہم آں دائرہ مشہود میشود
امّا در کمال بیرنگی ظاہر میگردد، باز آں
خطوط شعاعی روپوش میشوند، بدانکہ ولایت
علیا مانند مغز است، و ولایت کبریٰ چوں
پوست بلکہ ہر دائرہ تحتانی نسبت بدائرہ
فوقانی ہمیں مناسبت دارد، مگر در کمالات
نبوت کہ نسبت بولایت ایں مناسبت
ہم متصور نیست، و دریں دائرہ مراقبہ
ذاتے کہ مسمّٰی الباطن است، اینما بندہ
مورد فیض دریں ولایت عناصر ثلثہ اند،
سوائے عنصر خاک و تہلیل لسانی و
صلوٰۃ تطوع با طولِ قنوت ترقی بخش
اینمقام ست، و دریں مقام ارتکاب
رخصت شرعی ہم خوب نیست، بلکہ عمل
بعزیمت دریں مقام ترقی می بخشد، سرّش
آنست، کہ عمل برخصت آدمی را بطرف
بشریت میکشد، و عمل بعزیمت مناسبتے
بملکیت پیدا میکند، پس ہر قدر کہ مناسبت
بملکیت زیادہ حاصل شود، ترقی دریں
ولایت زود تر میسر آید و اسرار یکہ دریں

اس دائرہ کو احاطہ کئے ہوئے تھے، لیکن دائرہ
کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے، مگر
کمال بیرنگی میں ظاہر ہوتا ہے، اور پھر وہ خطوط
شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں، مخفی نہ رہے، کہ ولایت
علیا مغز کی مانند ہے، اور ولایت کبریٰ چھلکے کی
مانند بلکہ ہر دائرہ تحتانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت
یہی مناسبت رکھتا ہے، مگر کمالات نبوت میں
ولایت کی بہ نسبت اس قسم کی مناسبت بھی نہیں ہو
سکتی، اور اس دائرہ میں اسم الباطن کی مسمّی و
مصداق ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، اور فیض کا مورد
اس ولایت میں عناصر ثلثہ آب آتش باد ہیں، اور کلمہ
توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نفلی نماز طول قیام و
قرات کے ساتھ ادا کرنا اس مقام میں ترقی بخشنے
والا ہے، اور اس مقام میں رخصت شرعی کا اختیار
کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل
کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے، اس میں راز یہ ہے
کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کیطرف کھینچ لیجاتا
ہے، اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت
پیدا کرتا ہے، پس جسقدر ملکیت کیساتھ زیادہ مناسبت
حاصل ہوگی، اسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر
میسر آئیگی، اور اس ولایت کے حاصل شدہ اسرار

ولایت حاصل می شود، مانند توحید وجودی
وشہودی نیست، کہ چیزے[1] بہ بیان درآید
بلکہ اسرار ایں ولایت لائق تر باستتار[پوشیدہ داشتن ۱۲]
اند، وبہیچ وجہ قابل اظہار نیستند خوش
گفت،

بیت

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں اُفتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست
واگر فی المثل[بالفرض ۱۲] چیزے گفتہ شود، عبارتے
از کجا پیدا آید، کہ ایں اسرار را بیان نماید
در یافت[علم ۱۲] ایں اسرار بدوں توجہ[بغیر ۱۲] شیخ
کہ دریں ولایت تحققے[مستقلہ ۱۲] پیدا نمودہ وبایں
اسرار فائض[الفصاف ۱۲][فیض المند] گردیدہ است، محال ست
اینقدر وا مینمائم[ظاہر ۱۲]، کہ درینوقت باطن سالک
مظہر[اظہار ہو کے] مسمّی الباطن میشود، فہم مَنْ فہم و
درینولایت وُسعتے در تمام بدن پیدا میشود و
احوال لطیفہ بر تمام قالب می آید، چوں
حضرت پیر دستگیر بر غلام خود توجہ تا ایں
مقام فرمودند، بندہ را ضرورتے پیش آمد
کہ قصد رفتن رامپور[2] کردم، واز جناب مبارک

توحید وجودی، اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں کہ
بیان میں آسکیں، بلکہ اس ولایت کے اسرار تو پوشیدہ رکھنے
کے ہی زیادہ لائق ہیں، اور کسیطرح بھی اظہار کے قابل
نہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے، **بیت** مصلحت نیست الخ
ترجمہ راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف ہے
ورنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی خبر موجود ہے۔
اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد بھی کیا جائے
تو ایسی عبارت کہاں سے آئے، جو ان اسرار کو بیان
کر سکے، ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل
ہو سکتا ہے، جس نے اس ولایت میں کمال تصاف پیدا
کیا ہو، اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہو چکا ہو
ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے، میں صرف
اسقدر ظاہر کر دیتا ہوں، کہ اسوقت سالک کا باطن اسم
الباطن کے مسمی ومصداق کا مظہر بن جاتا ہے سمجھنے
والے سمجھ گئے، اور اس ولایت کیوقت سالک کے تمام
بدن میں وسعت وفراخی پیدا ہو جاتی ہے، اور لطیف
لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں، جب حضرت
پیر دستگیر نے اپنے غلام پر اس مقام تک توجہ فرمائی
تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے

[1] یعنی آں اسرار بایں شتابہ نیست کہ چیزے از آنہا در بیان آید، و بہ بیان سزد ۱۲ [2] یعنی صاحب حال
شدہ ۱۲ [3] بلدہ الیست معروف در ممالک متوسط ہندوستان ریاست اسلامی ۱۲

حضرتِ ایشان استدعای رخصت نمودم بندہ را در مجمع اُصحابِ خود خلعت خلافت مرحمت فرمودند، و ملبوس خاص کہ کلاہ و قمیص و عصا و سجادہ است، عطا کردند و بدست خویش کلاہ مبارک برسر بندہ نہادند، و قمیص در بر پوشا بندند، و این اُلفاظ بر زبان شریف در آوردند، کہ جنابِ حضرت مرزا صاحب قبلہ مرا بخلافتِ خویش ممتاز فرمودند، ما ہمچنان ترا اجازت طریقہ عطا کردیم، باز ارشاد کردند، کہ ترا در نسبتِ خاندان قادری و چشتی توجہ میفرمائم، و بندہ را برابر زانوے مبارک خویش بہ نشانیدند وعالمینِ ربانی و عارفینِ سبحانی اعنی حضرت مولٰینا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت اللہ بھڑائچی را کہ از قدوہ اصحاب و از مخلص اُحباب حضرتِ ایشان اند قریب بندہ بنشانیدند، اوّل فاتحہ حضرت غوث الثقلین[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ، توجہ در نسبت قادری کردند، در مراقبہ دیدم، کہ جنابِ مبارک حضرت غوث الثقلین

میں نے رامپور جانیکا قصد کیا، اور حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں رخصت کی درخواست کی، تو حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت عطا فرمائی، اور اپنا ملبوس خاص (یعنی کلاہ و قمیص و عصا و سجادہ) مرحمت فرمایا، اور خاص اپنے ہاتھ کیساتھ کلاہ مبارک میرے سر پر رکھا، اور قمیص پہنائی، اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور فرمائے (جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے مجکو اپنی خلافت کیساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی تجکو طریقہ کی اجازت عطا کی، اسکے بعد ارشاد کیا، کہ خاندان قادری اور چشتی میں بھی ہم تجکو توجہ دیتے ہیں، یہ فرما کر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر بٹھلا لیا، اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی مولٰینا خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب بھڑائچی کو بھی جو جناب پیر دستگیر کے برگزیدہ اور مخلص احباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی بٹھلا لیا، بعد ازاں آپنے پہلے بروح پاک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھکر نسبت قادری میں توجہ دی، نتیجہ یہ ہوا، کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ جناب مبارک حضرت[۱]

[۱] الشیخ عبد القادر جیلانی معروف پیر پیران ۱۲

[۱] اعنی شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف ارزانی فرمودند
وبطورے برگردنِ غلام خود نشستہ اند
کہ ہر دو پائے مبارک آں حضرت برابر
سینہ من ہستند، وآں حضرت تاجِ مُکلّل
برسَر ولباسِ فاخرہ دربردارند، وانوار
مبارک آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرا احاطہ فرمودند، و در رنگِ نسبتِ آں
حضرت رنگین گردیدم، ازیں بعد حضرت
پیر دستگیر دست مبارک برزانوے
بندہ زدہ فرمودند، ترا در نسبتِ چشتیہ
توجہ میکنم، آگاہ باش، و فاتحہ بارواح
مبارک حضرات چشتیہ خواندہ متوجہ
شدند، دیدم کہ حضرتِ خواجہ خواجگان اعنی
حضرت خواجہ معین الدین وحضرت خواجہ
قطب الدین وحضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر
وحضرت سلطان المشائخ نظام الدین
اولیا[له]، وحضرت مخدوم علاؤالدین علی
صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم تشریف
آوردند، و نور نسبتِ ہر یکے ازیں اکابر
جدا جدا معاینہ کردم، وآثار نسبتہائے ایں

غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما
ہوئے، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کی گردن پر
اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں، کہ آپکے دونوں پاؤں
مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں، اور آپنے اپنے سرپر
ایک جڑاو درخشاں تاج رکھا ہوا ہے، اور بدن میں مکلف
لباس پہنا ہوا ہے، اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
انوار مبارک مجھکو احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور میں
آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگین ہوگیا ہوں
بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ
مارکر فرمایا، کہ اے اب میں تجھکو نسبت چشتیہ میں توجہ
دیتا ہوں، خبردار ہوجا، اور بارواح مبارکہ حضرات
چشتیہ فاتحہ پڑھکر توجہ فرمانی شروع کی، دیکھتا کیا
ہوں، کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ
معین الدین وحضرت خواجہ قطب الدین وحضرت
خواجہ فریدالدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا وحضرت مخدوم علاؤالدین علی صابر
قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم تشریف لائے ہیں
اور ان اکابر میں سے ہر ایک کی نسبت کا نور
میں نے جدا جدا معاینہ کیا، اور نیز ان اکابر کی
نسبت کے آثار اپنے اندر پائے، میں نے

له از قبیل ان ابراهیم کان امة ۱۲

اکابر در خود یافتم، دیدم، کہ حضرت نظام الدین
بکمالِ محبوبیتے کہ دارند ظہور فرمودند، و
در پائے مبارک آنحضرت رنگِ حِنّا دریافتہ
شد، چوں ایں معاملہ گذشت، حضرت
پیر دستگیر فرمودند، کہ نسبت ایں اکابر
جُدا جُدا دریافتی، بندہ عرض کرد، کہ بلے
از تصدق آنحضرت اگر ارشاد شود جُدا
جُدا عرض نمایم، فرمودند، خاموش، و
ایں اسرار از مردماں بپوش، و اجازت
نامہ بدست خط خاص مزین بہ مہر خود
فرمودہ بہ بندہ عنایت کردند، و آں
اجازت نامہ ایں ست، کہ بطریق اختصار
ثبت نمودہ میشود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبد اللہ معروف غلام علی
عفی عنہ گذارش مینماید، کہ فضائل و کمالات
مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ
محمد ابو سعید را اسعدہ اللہ فی الدارین
اشتیاق کسب نسبت باطنی آباء کرام
خود رحمۃ اللہ علیہم پیدا شد، و رجوع
بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگان

دیکھا، کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمال محبوبیت
کیساتھ ظہور فرمایا، اور آپکے پاؤں مبارک میں
مہندی کا اثر معلوم ہوا، جب یہ تمام معاملہ گذر چکا
تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا، کہ کیا تو نے ان اکابر
کی نسبت جدا جدا دریافت کرلی ہے، بندہ نے
عرض کیا، کہ جی ہاں حضور کے تصدق سے دریافت
کرچکا ہوں، اگر ارشاد ہو، تو جدا جدا عرض کروں
اسپر فرمایا، کہ خاموش رہ، اور یہ اسرار لوگوں سے
پوشیدہ رکھ اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ
اپنی خاص مہر سے مزین فرماکر بندہ کو عنایت فرمایا
اور وہ اجازت نامہ یہ ہے، جو بطریق اختصار
اس جگہ نقل کیا جاتا ہے؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی
عنہ گذارش کرتا ہے، کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب
فضائل و کمالات حافظ محمد ابو سعید کو اللہ اسکو دارین
میں سعادتمند کرے، اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم
کی باطنی نسبت کے حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا
ہوا، بناءً علیہ انھوں نے اس فقیر کیطرف رجوع
فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تمام علائم نالیاقتی کے اُنکے بزرگوں

ایشاں با ایں ہمہ عدمِ لیاقتِ خود از اجابت مسئول چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشاں کردہ شد، بعنایت الٰہی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندے لطائف ایشاں را جذبات الٰہیہ در رسید، زیرا کہ معمولِ منست، کہ توجہات بر لطائف خمسہ معًا میکنم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضے علوم و اسرار ایشانرا دست داد، و آں توجہ استہلاکے یافت، و رنگے از فنا در باطنِ ایشاں طاری شد، و ظہورِ پرتوی از توحیدِ حالی افعال عباد را از نظر ایشاں مستور گردانید، و منسوب بحضرتِ حق سبحانہ یافتند، پس توجہ بر لطیفۂ نفسِ ایشاں کردہ شد، بہ عروج و نزولِ آں در انجا مستہلک آں حالات گشتند، و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند، و انا رانکستگی رسید، کہ اطلاق انا بر خود متعذر دانستند، و نورے از وحدت شہود بر باطن ایشاں تافت، ممکنات را مرآیائے وجود و تابع وجودِ حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد ازاں توجہ و القاءِ انوار

کے حقوق کی رعایت کے باعث اُنکے سوال کی اجابت سے کسی طرح چارہ ندیکھا، اور اُنکے لطائف پر توجہات کی گئیں، خدائیتعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں اُنکے لطائف کو جذبات آلہیہ نے آپایا کیونکہ میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی توجہات عمل میں لاتا ہوں، و نیز اُنکو توجہ اور حضور وکیفیات و بعضے علوم و اسرار حاصل ہوئے، اور اُس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک انمیں پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں ظاہر ہوا اور توحید حالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے افعال کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا، پھر اُنکے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول کیساتھ توجہ ڈالی گئی، تو وہ اُس مقام میں اُن حالات کے اندر مستہلک ہو گئے، اور اپنے صفات کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا، اور اُنکے انا کو اسقدر شکستگی حاصل ہوئی، کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق دشوار جانا اور اُنکے باطن پر وحدت شہود کا نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بعد ازاں

نسبت بر عناصر ایشاں کردہ میشود و جذبے
و توجہی عناصر را نیز دریافتہ است فالحمد
للہ علی ذٰلک و آنچہ دریںجا نوشتہ ام باظہار
و اقرار ایشاں مسطور شد، و ایں ہمہ حالات
و واردات ایشاں را من ہم دریافتہ ام
و اصحاب من ہم شہادتِ آنہمہ عنایاتِ
الٰہی سُبْحَانَہٗ دربارہ ایشاں دادند فالحمد
للہ علیٰ ذٰلِکَ و از کرم کریم کارساز سبحانہٗ
بواسطۂ مشائخ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ
امید وارم کہ بشرطِ التزامِ صحبت ترقیات
کثیرہ فرمایند، وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ
پس درینصورت ایشانرا اجازت تلقین
طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم
اذکار و مراقبات و اِلقاء سکینہ در قلوب
سالکان نمایند، بعنایتِ الٰہی سبحانہ و فاتحہ
بارواح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رَحْمَۃُ
اللّٰہِ عَلَیْہِمْ بجہت حصولِ توسّلِ ایشاں
بآں کبرائی عظام و افاضۂ فیوضِ آں اکابر
در باطنِ ایشاں نیز خواندہ شد، تا دریں
دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشاں توسّل خواہد
بیعت از و گیرند، و شجرہ ایں حضرت باو

یعنی ابو سعید ۱۲ فاتحہ ۱۲ ایشاں و بیعت کنندہ ۱۲

ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا القا
کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذب توجہ
کو بھی معلوم کر لیا ہے، فالحمد للہ علی ذالک اور
اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، اُنکے اظہار و اقرار سے
لکھا ہے، اور اُنکے ان تمام حالات و واردات کو میں
نے خود بھی معلوم کر لیا ہے، اور میرے یاروں نے بھی
اُنکے بارہ میں خدائے حق سبحانہٗ کے ان تمام عنایات
کی شہادت دی ہے، فالحمد للہ علی ذٰلِکَ اور خدائے
کریم کارساز سبحانہٗ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام
رحمۃ اللہ عَلَیْہِمْ میں امیدوار ہوں، کہ بشرط التزام
صحبت اُنکو بہت کچھ ترقیات حاصل ہونگی، اللہ تعالیٰ
پر تو یہ امر ہرگز ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے، لہذا انکو
طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے تعلیم کی اجازت دیدی گئی
کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات
کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان
بھی القا کیا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارواح
طیبہ مشائخ قادریہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی
گئی، تاکہ اُنکو اُن کبرائے عظام کیساتھ توسل حاصل ہو
اور نیز ان کے باطن میں اُن اکابر کے فیوض و برکات
واصل ہوں، اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے
توسّل چاہے، یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا

عنایت فرمایند، و تلقین و تربیت بطریقہ نقشبندیہ احمدیہ فرمایند، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اٰمِین تمّ کلامہٗ الشریف

و بعد از تمامی سلوک عبارتِ دیگر دریں اجازت نامہ افزودند انشاء اللہ تعالیٰ درجائے ازیں رسالہ اجازت نامہ را بجہت تبرک ایراد خواہم کرد،

فصل

دربیان کمالات ثلٰثہ اعنی کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات اولوالعزم

چوں بعد از چند ماہ از رام پور مراجعت نمودہ بہ قدمبوسی حضرت پیر دستگیر مشرف گردیدم، حضرتِ ایشاں از ماہ ذیقعد از سالِ مسطور برعنصرِ خاک غلام خود توجہ فرمودند، و فیضے از کمالات نبوت کہ عبارت از تجلی ذاتی دائمی ست بریں لطیفہ وُرود فرمودند

دائرہ کمالات نبوّت

شجرہ اُسکو عنایت فرمائیں، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں اے خدا تو انکو متقین و پرہیزگاروں کا امام و پیشوا بنا آمین یہاں تک ہمارے پیر دستگیر کا کلام تمام ہوا

اور میرا سلوک تمام ہونیکے بعد اس اجازت نامہ میں حضرت پیر دستگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی، انشاء اللہ تعالیٰ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک کے طور پر درج کردوں گا،

فصل

کمالات ثلٰثہ یعنی کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات اولوالعزم کے بیان میں،

چند ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس آکر حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو حضرت پیر دستگیر نے اُسی سال کے ذیقعد مہینہ میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی، اور کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی) میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا، اس مقام کے علوم و معارف بس یہ ہی ہیں، کہ تمام علوم و معارف مفقود ہو جائیں، اور باطن کے تمام حالات ہی بے شناخت ہو جائیں، اور اس مقام

معارف ایں مقام فقدانِ ہمہ معارف ست، و نکارت ہمہ حالاتِ باطن و بیرنگی و بے کیفی نقدِ وقت میشود، و در ایمانیات [است ۱۲] و عقائد قوتہا پیدا میشود، و استدلالی بدیہی میگردد، و معارف ایں مقام شرائع [علم ۱۲] انبیا ست، و درینجا وسعت باطن آنقدر میشود، کہ وسعتِ جمیعِ ولایات چہ ولایت صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت علیا در جنبِ [پہلوئے ۱۲] ایں نسبت لاشی محض و ضیقِ [تنگی ۱۲] صرف [ناچیز صرف ۱۲] ست، و در ولایات البتہ مناسبتے با یکدیگر یافتہ میشود، اگرچہ مناسبتِ صورت [ن] و حقیقت باشد، امّا درینجا آں نسبت ہم مفقود ست، و با وجودِ فقدان [ک] و نکارتِ حالاتِ باطن و یأس و دیدِ قصور کہ خود را از کافرِ فرنگ بدتر میداند حقیقتِ وصل عریانی اینجا حاصل ست، و پیش ازیں ہر وصلے کہ بود، داخلِ دائرہ وہم و خیال بود، سرابے بودہ آب نما کہ تشنہ وصل آب را در آنجا غیر از حسرت و ندامت چیزے بدست نبود، بندہ را وقتیکہ از

میں بیرنگی اور بے کیفی حاصل الوقت ہو جاتی ہے اور ایمانیات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اسقدر بڑھ جاتی ہے، کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی ہے، اور کچھ بھی نہیں، ان ولایات کے آپس میں تو البتہ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے اگو صورت اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو، ولیکن اسجگہ وہ نسبت بھی مفقود ہے، اور با وجود مفقود ہو جانے تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام حالات باطن کے اور پیدا ہو جانے یاس و ناامیدی کے اور معلوم کر لینے اپنے قصور کے اس حد تک کہ کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جاننے لگے حقیقتاً وصل عریانی (بے حجابانہ میل و ملاپ) اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے جو جو وصل بھی تھے، وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں داخل تھے، اور ایک نوع کا سراب تھا، آب نما وہاں

ن یعنی مناسبت صورت با حقیقت ۱۲ ک یعنی فقدان ہمہ معارف ۱۲

توجہات حضرت پیر دستگیر ایں مقام
مکشوف گردید، معاملہ میسر آمد، کہ شبیہہ
برویت بود، اگرچہ رویت نبود، کہ موعود
بآخرتست، و برآں ایماں داریم، لیکن
معاملہ کہ اینجا میسر میشود، نسبت بمشاہدات
ولایت کالرؤیۃ ست وچنانچہ رویت
آخرت مخصوص بعالم خلق ست ہمچناں
معاملۂ اینجا نیز نصیب عالم خلق ست،
لطائف عالم امر اینجا لاشی محض میگردند
وہمچنیں لطیفہ نفس و عناصر ثلثہ در اینجا
ناچیز میشوند، ایں معاملہ مخصوص بہ عنصر
خاک ست، اگر عناصر دیگر را ازیں دولت
نصیب ست، بہ تبعیت ایں عنصر لطیف
ست، احکام شرائع و اخبار غیب از وجود
حق و صفات او سبحانہ وہمچنیں معاملہ
قبر و حشر و ما فیہا و بہشت و دوزخ وغیر
ہما کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم
ازاں خبر دادہ است، دریں مقام بدیہی
و عین الیقین میگردد، مثلاً اگر کسے گوید
کہ حضرت حق موجود ست، ہیچ ریبے
دراں نے یابد و محتاج ہیچ دلیلے نمیگردد

پر تو پانی کے پیاسے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور ندامت
کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا، حضرت پیر دستگیر کی توجہات
سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت
کے مشابہ معاملہ میسر آیا، اگرچہ وہ رویت نہ تھی کیونکہ اس
کے وعدہ کا محل و موقع تو آخرت ہے ہم اُس پر ایمان رکھتے
ہیں، ولیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے، ولایت کے
مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے
اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ
مخصوص ہے ویسے ہی اسجگہ کا معاملہ بھی عالم خلق ہی کے
حصہ میں ہے، عالم امر کے لطائف تو اس جگہ محض لاشی ہو جاتے
ہیں علیٰ ہذا القیاس لطیفہ نفس اور عناصر ثلثہ بھی اس مقام پر ناچیز
ہو جاتے ہیں، یہ معاملہ تو عنصر خاک ہی کیساتھ مخصوص ہے اگر
دوسرے عناصر کو اس دولت سے کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف
اسی عنصر لطیف کے طفیل و تبعیت ہی سے ملتا ہے شریعت
کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا
وجود اور اس سبحانہ کے صفات اور اسیطرح قبر کا معاملہ
اور حشر و ما فیہا اور بہشت و دوزخ وغیرہ وغیرہ جس
جس امر کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
ہے، اس مقام میں سب کے سب بدیہی اور عین الیقین ہو
جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے،
تو اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا، اور نہ اسپر کسی

مثل چیزے مرئی واگر کسے گوید، کہ زید موجود
ست، در موجودیت زید محتاج بنظر و فکر میشود
و وجود حضرت حق سبحانہ، مانند آئینہ میشود
و وجود اشیا مثل صور مرئیہ در آئینہ کہ وجود
ایں صور در وہم و خیال ست و وجود آئینہ
فی الواقع، لیکن در آئینہ صوری اول صورت
محسوس میشود، بعد ازاں آئینہ، و در ینجا
بخلاف آنست، کہ در اول نظر وجود آئینہ
مرئی میشود، و وجود اشیا (زیراکہ ۱۲) بعد از دقت
نظر، لہٰذا وجود حضرت حق سبحانہ بدیہی میشود
و وجود ممکنات نظری (میشود ۱۲)، معاملہ عجب تر بشنو
کہ با وجود علو و بساطت و بی رنگیہائے ایں
مقام وقتیکہ انکشاف تام در ینجا حاصل
میگردد، معلوم میشود، کہ مقابل نظر اینمقام
بود، حیرت افزاید، کہ با وجود محاذی (مقابل ۱۲) بودن
ایں مقام و اقربیت آں دریں مدت چرا
در نظر نمی آمد، و چرا دیدہا را نمی کشادیم و در
پس کوچہائے لطائف عالم امر مقصود را
می جستیم، طرفہ تر آنکہ برائی حصول ایں
مقام اذکارے کہ در صوفیہ معمول ست
ہیچ سود مند نیست، اما تلاوت قرآن مجید

ظاہر و دلیل

افزود

دلیل کی حاجت پڑتی ہے، جیسے مشاہدے کی چیز
میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اگر کوئی شخص مثلاً
زید کے موجود ہونیکی خبر دے، تو سامع دلیل کا محتاج
ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا، اور اس مقام میں
حضرت حق سبحانہ کا وجود آئینہ کی مانند ہو جاتا ہے
اور اشیا کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر
آتی ہیں ہو جاتا ہے، کیونکہ ان صورتوں کا وجود تو وہم
و خیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر
میں ہے، ولیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی
ہے، پھر بعد میں آئینہ، اور اس مقام میں اُسکے برخلاف
اول اول آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے پھر کہیں بنظر
غور کرنیکے بعد اشیا کا وجود دکھائی دیتا ہے، لہٰذا
حضرت حق سبحانہ کا وجود بدیہی ہو جاتا ہے اور ممکنات
کا وجود نظری، اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ سنو کہ اس
مقام کی بلندی اور بساطت اور بیرنگی کے باوجود
جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے،
تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو
ہی تھا، اُسوقت حیرانی بڑھ جاتی ہے، کہ باوجود
محاذی و قریب ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کیوں
نہیں نظر آتا تھا، اور ہمنے کیوں نہیں آنکھیں کھولیں اپنے
مقصود کو لطائف عالم امر کے کوچوں میں کیوں تلاش

باترتیل واداے صلوٰۃ باآدابِ آں و
اُذکارے کہ از حدیثِ شریف ثابت ست
دریں مقام ترقی می بخشد، از شغل علم حدیث
واتباع سننِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم قوتے وتنویرے دریں مقام
بہم میرسد وحقیقت سرِ قابَ قوسَینِ
اَوْ اَدْنٰی دریں دائرہ منکشف میشود اگرچہ
در ہر مقام سابق توہم ایں معرفت ناشی
شدہ بود، لیکن آنجا معاملہ باظلال یا صفات
بود وانجا با حضرت ذاتست تعالیٰ وتقدس
تفصیلِ ایں معاملہ آنچہ بفہم قاصرِ نافہم
آمدہ است نوشتہ میشود، بگوشِ ہوش
استماع فرمایند، چوں سالک را فنا و بقا
بصفات واجبی کما ینبغی میسر شد وصفات
را با حضرتِ ذات قربے ہست، کہ اطلاقِ
لفظِ لاھو ولا غیرہ؎ درآنجا کردہ اند، و
سالک را از جہتِ فنائے کہ در مرتبۂ
صفات حاصل گشتہ، ازیں قرب نصیب
یافتہ، القرب قابَ قوسَین قائل خواہد
شد، وچوں در مرتبۂ حضرت ذات فانی

کرتے رہے، طرفہ تریہ کہ اس مقام کے حصول کیواسطے
صوفیہ میں جو اذکار معمول ہیں، کچھ بھی مفید نہیں ہاں البتہ
قرآن مجید کی باترتیل تلاوت اور باآداب نماز کی ادائیگی اور جو
اُذکار حدیث شریف سے ثابت ہیں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش
ثابت ہوئے ہیں، علم حدیث کے شغل اور حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک
طرح کی قوت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے، اور قاب
قوسین اَو اَدنٰی کے راز کی حقیقت اس دائرہ میں منکشف
ہوتی ہے اگرچہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا توہم
توضرور پیدا ہوا تھا، مگر وہاں پر معاملہ صرف ظلال یا
صفات ہی کے ساتھ تھا، اور یہاں پر تو خود حضرت ذات
تعالیٰ وتقدس کے ساتھ ہے، اس معاملہ کی تفصیل جو کچھ
اس نافہم قاصر کے فہم میں آئی ہے، لکھی جاتی ہے، ہوش کے
کان سے سنیں، سالک کو صفات واجبی میں جب کما
ینبغی فنا و بقا حاصل ہوگی اور صفات کو تو حضرت ذات
کیساتھ قرب لاعین ولا غیر حاصل ہے، اور سالک
نے اس فنا فی الصفات کی وجہ سے اس قرب کا حصہ
لے لیا ہی، تو سالک اب نخواہ مخواہ قربِ قاب قوسین
کا قائل ہوگا، اور جب سالک مرتبہ حضرت
ذات میں فانی ہوگا، اور اُس مرتبہ میں بقا بھی

؎ یعنی صفات حضرت حق نہ عین ذاتند و نہ غیر آں، غیر اینجا بمعنے مبائن گفتہ اند فافہم ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

خواہد شد، و دراں مرتبہ بقا خواہد یافت لاجرم بقربِ اَوْ اَدْنٰی تکلم خواہد نمود، و حقیقتِ ایں معاملہ موقوف بر کشف ست از تقریر و تحریر راست نمی آید، و اگر گویم خدا داند کہ کسے چہ فہم نماید، و سِرِّ دَنٰی فَتَدَلّٰی کہ دریں مقام مکشوف میشود ازاں ہم نازک ترست، لہٰذا عنان قلم از میدانِ بیانِ آں برتافتہ، کہ فہم عوام وبر رمز و اشارت اکتفا نمودہ و بلکہ فہم خواص ہم ازاں قاصر ست، باید دانست کہ در تجلی ذاتی دائمی سہ مرتبہ اثبات کردہ اند، مرتبہ اُولیٰ را کمالات نبوت قرار دادہ اند، چنانچہ بیان آں کردہ شد، و در نیجا مراقبہ ذاتے کہ منشأ کمالات نبوت ست میفرمایند، و مرتبہ ثانیہ را کمالات رسالت قرار دادہ اند، و درینجا مراقبہ ذاتے کہ منشأ کمالات رسالت ست، میفرمایند و فیض اینمقام بر ہیئت وحدانی سالک مے آید

دائرہ
کمالات
رسالت

و ہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالَم

حاصل کرے گا، تو اب لامحالہ قرب اَو ادنیٰ کے حصول کا مدعی ہوگا، اب رہی اس معاملہ کی پوری پوری حقیقت سو اُس کا انکشاف کشف سے ہی ممکن ہے، تقریر و تحریر میں تو ہرگز آ ہی نہیں سکتا اگر کچھ کہا بھی جائے، تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے، لہٰذا اتنے ہی پر کفایت کیجاتی ہے، باقی رہا سِر دنیٰ فتدلیٰ جو اس مقام میں مکشوف ہوتا ہے وہ تو اُس مقام (قاب قوسین او ادنیٰ) سے بھی زیادہ نازک ہے، لہٰذا اسکے بیان کرنے سے عنان قلم پھیری جاتی ہے، کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خواص کا بھی اس سے قاصر ہے، جاننا چاہیے، کہ مشائخ کرام نے تجلی ذاتی دائمی میں ترتیب وار تین مرتبے ثابت کئے ہیں پہلا مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس امر کا بیان مذکور ہوا، اور اس مرتبہ میں ذات منشأ کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں، دوسرا مرتبہ کمالات رسالت کا ہے اور اس مرتبہ میں ذات منشأ کمالات رسالت کا مراقبہ فرماتے ہیں، اور اس مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی پر وارد ہوتا ہے، اور ہیئت وحدانی سے عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ھو مراد ہے، جو ہر ایک کے تصفیہ و تزکیہ کے بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت

امر و عالم خلق ست، کہ بعد تصفیہ و تزکیہ ہر کدام
را ہیئتے دیگر پیدا شدہ است مثلاً چنانچہ شخصے
خواہد، کہ معجونے از اَدْوِیہ چند مختلف التاثیر
درست سازد، اول ہر یک را ازاں اَدْوِیہ جُدا
جُدا کوفتہ و بیختہ می نہد من بعد ہمہ ادویہ را
در قوام قند یا عسل جمع بیسازد و ادویہ مذکورہ
ہیئتے دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ، معجون نام میابد
ہمچنیں لطائف عشرہ سالک یک ہیئت دیگر پیدا کردہ
در ہمقام و مقامات فوقانی عروجات کثیرہ
میسفر مایند، و در ماہ ذی الحجہ از عام ۱۲۲۵ مذکور
حضرت پیر دستگیر بر ہیئت وحدانی ایں
غلام خود توجہ کردند، و ہمچنیں در ہر مقام
فوقانی الی اخر المقامات المجددیہ یک
یک ماہ توجہ فرمودند، و فیضے از کمالات
رسالت وُرود فرمودہ و در ہمقام کثرتِ
انوار خود از مقام سابق و وسعتہا و بے
رنگیہا وُرود فرمودند، نسبتِ ایمقام
بمقام سابق و ہمچنیں نسبت ہر مقام
فوقانی با مقام تحتانی چوں نسبتِ مغز
با پوست ست، بعد ازیں در مرتبہ ثالثہ
کہ عبارت از کمالات اُولو العزم ست توجہ

پیدا ہو گئی ہے، جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے، کہ
مختلف التاثیر چند دواؤں سے ایک معجون
مرکب تیار کرے، تو پہلے اُن میں سے ہر ایک
دوا کوٹ چھان کر رکھ لیتا ہے، بعد ازاں تمام
کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر حل کر دیتا ہے،
اب تمام مذکورہ اَدْوِیہ ایک دوسری ہیئت
اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص
معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں، ایسے ہی
سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت
و شکل پیدا کر کے اس مقام اور مقامات فوقانی
میں کثرت کیساتھ عروج حاصل کرتے ہیں، اور اسی
سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے
اس غلام کی ہیئت وحدانی پر توجہ فرمائی، اور اسیطرح
ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجددیہ کے
آخر تک ایک ایک ماہ توجہ دیتے رہے۔ اور کمالات رسالت
سے فیض وارد ہوتا رہا، اور اسمقام میں نسبت مقام سابق
اپنے انوار کثرت کیساتھ اور وسعت و بیرنگی بھی بکثرت
وارد فرمائی، اس مقام کی نسبت اپنے سابق مقام سے
اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت مقام تحتانی کے
ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور چھلکے
کیساتھ بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات اُولو العزم میں

دائرہ
کمالات
اولوالعزم

فرمودند، وفیض اینمقام درکمال علو وکثرت انوار ہیئت وحدانی وارد شد، درینجا مراقبہ ذاتے کہ منشأ کمالات اولوالعزم ست مینمایند، دریں مقام کشفِ اسرارِ مقطعاتِ قرآنی ومتشابہات فرقانی منکشف میشود، وبعضے اکابر را محرمِ اسرارے کہ درمیانِ محب ومحبوب گذشتہ است میسازند، وبواسطہ اتباعِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از الوش خاص آنجناب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نصیبہ عطا میفرمایند وقتیکہ دریمقام حضرت پیردستگیر ایں غلام خود را بتوجہ مخصوصہ خود سرفراز ساختند دراں ایام ایں بدنام را اسرارِ یک حرفے ازاں حروف کہ غالباً آں حرف ص ست یا حرف دیگر، دروقت تحریر در یاد بندہ نماندہ مکشوف شدہ بود، بیانِ آں اسرار درخورِ حوصلہ بشر ممکن نیست اگر گوید متکلم را تاب نماند ومستمع از ہوش رود، واگر

حضرت پیردستگیر نے توجہ فرمائی، اوراس مقام کا فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ ہیئت وحدانی پر وارد ہوا، اس جگہ ذات منشار کمالات اولوالعزم کا مراقبہ کرتے ہیں، اوراس مقام میں مقطعات ومتشابہات قرآنی کے اسرار کھلتے ہیں، اوربعض بزرگوں کو توان اسرار کا محرم راز بنا دیا جاتا ہے، جو محب ومحبوب کے درمیان ہو گذرے ہیں اورحبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے باعث آنجناب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں، کہ جب حضرت پیردستگیر نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام (مصنف) پر ان حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف ہوئے، غالباً وہ حرف ص ہے، یا کوئی اور تحریر کے وقت مجھے یاد نہیں رہا، ان اسرار کے بیان کی گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے، اگر بیان میں آ بھی جائیں، تو متکلم بے تاب اور سامع بیہوش ہو جائے، اور برتقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی چاہے، توان اسرار کے بیان کے لئے وہ عبارت

لہ مانند الم - ن - حم - المص - ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

برتقدیر تسلیم[1] چیزے خواہد کہ بیان نماید،
عبارتے از برائے بیان آں اسرار ازکجا
پیدا آید، کہ تقریر کند و اگر ایں اسرار ممکن
الاظہار می بودند، البتہ امام الطریقہ حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیزے
ازاں اسرار ارشاد میفرمودند، ایں کمینہ
درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں راچہ
میرسد، کہ نام ایں چیزہا بگیرد، لیکن برائے
اظہار شکر جناب الٰہی جل شانہٗ واحسان
حضرت پیر دستگیر مدظلہم العالی اینچنیں
گفتگو در تحریر برآمدہ باید دانست، کہ از
وقتیکہ[2] معاملہ باطن بہ ہیئت وحدانی مے
افتد، ترقی باطن محض بہ تفضل میشود کہ
ہیچ عمل را دخل نمی ماند، اگرچہ در جمیع مقامات
بے فضل الٰہی جل شانہٗ از ہیچ عمل ترقی
ممکن نیست، لیکن اعمال مانند اسباب
ہستند اما دریں مقامات ایں اسباب
راہم دخلے نیست اگرچہ در ازالہ کدورات
بشری ذکر اثر تمام دارد لیکن برائے
ترقی باطن نتیجہ نمی بخشند، مثلاً ہرگاہ مشغول

کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے، اور اگر یہ
اسرار ممکن الاظہار ہوتے، تو البتہ امام طریقہ
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے، یہ
کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار کو کیا
حق حاصل ہے، کہ ان چیزوں کا نام تک بھی لے لیکن
جناب الٰہی جل شانہٗ کے شکر اور حضرت پیر دستگیر
مدظلہم العالی کے احسان کے اظہار کیواسطے
ایسی گفتگو تحریر میں آئی، جاننا چاہیے، کہ جس وقت
سے باطن کا معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا
ہے، تبھی سے باطن کی ترقی فقط تفضل (فضل
خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے، کسی عمل
کا بھی اُس میں دخل نہیں رہتا، اگرچہ تمام مقامات
میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی
ممکن نہیں، مگر اعمال اسباب کی مانند تو ضرور ہی ہیں، و
لیکن ان مقامات میں تو اسباب کا بھی کوئی دخل نہیں
دیکھو ذکر کو، اگرچہ کدورات بشری کے زائل کرنے
میں پورا پورا اثر ہے، و لیکن باطن کی ترقی میں
نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا، مثلاً سالک جب ذکر
اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل لسانی کے

[1] یعنی برتقدیر تسلیم تاب تکلم و ہوش مستمع ۱۲ [2] یعنی از آغاز کمالات رسالت ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

بذکر اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل لسانی میشود، می بیند، کہ دریں مقامات آں ذکر نمی رسد، و در راہ بیماند، مگر وقتیکہ لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با تہلیل ضم کردہ میشود، و درود باو ضم کردہ میخواند، البتہ قوتے در مقامات فوقانی دست میدہد، بلکہ وسعت لفظ مبارک محمد رسول اللہ از تہلیل زیادہ مفہوم می شود، و بواسطہ قرآن مجید ترقیات ایں مقامات حاصل میشود، و بہر مرتبہ کہ میرسد، بواسطہ کلام مجید می رسد، باید دانست کہ از کمالاتِ الوالعزم بدو طرف سلوک کردہ میشود، و دریں امر اختیار مرشد ست، بہر طرف کہ خواہد، طالب را تسلیک فرماید، یک راہ بطرف حقائق الٰہیہ میرود، و آں عبارت از حقیقتِ کعبہ و قرآن و صلوٰۃ ست، و راہ دیگر بسوئے حقائق انبیاء ست علیہم السلام و آں عبارت از حقیقت ابراہیمی و موسوی و محمدی و احمدی ست علیہم السلام آنچہ بندہ را حضرت پیر دستگیر توجہ فرمودند

ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے، کہ ان مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا، اور راہ ہی میں رہجاتا ہے، مگر جب لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہلیل کے ساتھ ملا دے، اور درود بھی اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو البتہ مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی ہے، اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات ترقیات واقع ہوتی ہیں، اور سالک جس مرتبہ میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے پہنچتا ہے، جاننا چاہیے، کہ کمالات الوالعزم سے دو طرف راستہ جاتا ہے، اس میں مرشد کو اختیار ہے، کہ طالب کو جس طرف چاہے اُسی طرف لیجائے ایک راستہ تو حقائق الٰہیہ کیطرف جاتا ہے، یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ کیطرف اور دوسرا راستہ حقائق انبیاء علیہم السلام کی طرف اور حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیہم السلام ہے، حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق

اولاً بطرف حقائق الٰہیہ فرمودند، لہٰذا حقائق الٰہیہ را بر حقائق انبیاء مقدم ساختم وبذکر آں می پردازم،

فصل

دربیان حقائق الٰہیہ[1] کہ عبارت از حقیقتِ کعبہ وحقیقتِ قرآن وحقیقت صلوٰۃ ست

، از اتفاقات زمانہ درآخر محرم الحرام سنہ ۱۲۲۶[2] وقتیکہ راقم را تابکمالات اولی العزم توجہ شدہ بود، عزیمتِ رام پور اختیار کردم، ودرماہ جمادی الثانی از سالِ مسطور سنہ ۱۲۲۶ باز حاضر حضور پر نور گردیدم از ابتدائے ماہ رجب توجہ درحقیقت کعبہ فرمودند دریں جا عظمت وکبریائی حضرت حق سبحانہ

دائرہ
حقیقت
کعبہ ربانی

مشہود شد، وہیبتے بر باطنِ من مستولی گردید، درینجا مراقبہ ذاتیکہ مسجود ممکنات ست میفرمایند، وبعد از چندروز فنا و

الٰہیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہٰذا حقائق الٰہیہ کو حقائق انبیاء پر میں نے مقدم کیا، اور اُنہی کے بیان میں مشغول ہوتا ہوں

فصل

حقائق الٰہیہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں،

اتفاقاً محرم الحرام سن بارہ سو چھبیس سنہ ۱۲۲۶ھ ہجری کے آخر میں جب کہ راقم الحروف (مصنّف) کو حضرت پیر دستگیر نے کمالات اُولعزم تک توجہ فرمائی، تو رام پور کا میں نے قصد کیا، اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ماہ رجب کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی اس جگہ حضرت حق سبحانہ کی عظمت وکبریائی مشہود ہوئی، اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہیبت طاری ہوئی، اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، جو تمام ممکنات کی مسجود ہے، اور اس کے بعد چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدمہ میں فنا وبقا حاصل ہوئی، میں نے اپنے آپکو

[1] میگویند، کہ کمالات در رنگ دریاست، وحقائق اَمواج آں دریا ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ،
[2] یعنی یک ہزار و دو صد وبست وشش ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

بقا باین مرتبہ مقدسہ حاصل شد، خود را
متصف باین شان یافتم، و توجہ ممکنات
بجانب خویش دانستم، اگرچہ در مرتبۂ کمالات (یعنی کمالات نبوت و رسالت و اولوالعزم ۱۲)
بیرنگی ہائے بسیار حاصل بود و دریں
مقامات آنمقدار نیست، لیکن علو و وسعت
نسبت باطن بیش از بیش ست، و در
حقائق انبیاء با این ہمہ علو و وسعت از
حقائق الٰہیہ ہم بیرنگی کمتر ست، سرّش
آنچہ بخاطر فاتر بندہ میرسد آنست کہ چونکہ
سالک را فنا و بقا بمرتبہ ذات بحت بیتسر
شد، و متخلق باخلاق آنمرتبہ مقدسہ گردید
لاجرم در مدرکہ نیز قوتے بہم میرسد، کہ بآن
ادراک نسبتہائے فوقانی میکند، ازیں
باعث بیرنگی آں مقامات دریافت نمیکند

مصرع

کہ رستم را کشد ہم رخش رستم
چہ نسبت کمالات با نسبتہائے فوقانی از
یک جنس معلوم میشود، اگرچہ مناسبت
در صورت باشد، و در نسبت کمالات

اس شان سے موصوف پایا، اور تمام ممکنات کی
توجہ اپنی طرف دیکھی، اگرچہ کمالات کے مرتبہ
میں بہت سی بیرنگیاں حاصل تھیں، اور ان مقامات
میں اس قدر نہیں ہیں، لیکن نسبت باطن کی بلندی
و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے، اور حقائق انبیاء
میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق
الٰہیہ سے بیرنگی بھی بہت کم ہے، اس کا راز بندہ
کے ناقص خیال میں جو کچھ آتا ہے، وہ یہ ہے، کہ
سالک کو اس مقام پر فنا و بقا مرتبہ ذات بحت میں
حاصل ہوتی ہے، اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق
کیساتھ متخلق (موصوف) بھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور
سالک کی مدرکہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت
تو پیدا ہو جاتی ہے، کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں
کا ادراک تو کر لیتا ہے، مگر اس کی وجہ سے ان
فوقانی مقامات کی بیرنگی کو دریافت نہیں کر سکتا
مصرع کہ رستم را کشد ہم رخش رستم را، ترجمہ رستم پہلوان
کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے (فوقانی نسبتوں کے ادراک
کی وجہ یہ ہے) کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک
ہی جنس کی معلوم ہوتی ہیں، اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت

ے یعنی حقائق الٰہیہ ثلثہ مذکورہ ۱۲ ے بالفتح رنگ سپید و سرخ درہم آمیختہ و چوں اسپ رستم ہمیں قسم رنگ داشت
ازیں جہت اسپ رستم را رخش گفتندے، و مجازاً ہر اسپ را رخش گویند ۱۲ غیاث لمصححہ سلمہ اللہ تعالے ۱۲

بیرنگی ازاں ثمرہ بود، کہ سالک را از پیش (یعنی
در ولایت فنا وبقا) بمرتبہ صفات وشیونات
حاصل شدہ بود، ہمانقدر قوتے در مُدرِکہ
او حاصل بود، لہذا ادراک مرتبہ حضرت
ذات خیلے دشوار بود، چہ کمالات ولایت
از مرتبہ دیگر حاصل بود، وکمالاتِ مرتبۂ
نبوت از بابِ دیگرست، کہ باہم ہیچ مناسبت
ندارند اگرچہ مناسبتِ صوری باشد، وآنچہ
بعضے اکابر مرتبہ ولایت را ظل[1] مرتبہ نبوت
فرمودہ اند، نزدِ فقیر ایں سخن ثابت نشدہ
وآنچہ من دریافتہ ام، در ہیچ امر فیما بین
اینہا نسبتے نمی یابم، ومرتبہ کمالات را باایں
حقائق نسبتے ثابت ست، بلکہ محققان[2]
فرمودہ اند، کہ حقائق نسبت بکمالات مانند
امواج اند، معنی ایں سخن آں باشد، کہ
چونکہ در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی
ست، لاجرم ہر نسبتے کہ فوقانی ست،
خارج از مرتبہ ذات نمی تواں شد، پس
اطلاق لفظ امواج راست آمد، وآنچہ

صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو، بلکہ کمالات کی
نسبت میں اسی وجہ سے بیرنگی حاصل تھی، کہ سالک کو
اس سے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا وبقا صرف صفات
وشیونات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی، اور اسکی
مدرکہ میں قوت بھی اسی قدر پیدا ہوئی تھی، لہذا حضرت
ذات کے مرتبے کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا
اس لئے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہوئے
تھے، اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے ہیں، یہ دونو
آپسمیں کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، اگرچہ صوری ہی
مناسبت کیوں نہ ہو، اور بعض اکابر کا یہ قول کہ مرتبہ
ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، فقیر (مصنف رسالہ ہذا) کے
نزدیک یہ ثبوت کو نہیں پہنچا، اور جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے
وہ یہ ہے، کہ ان دونوں میں باہم کوئی نسبت بھی متحقق نہیں
ہاں البتہ مرتبہ کمالات وحقائق الٰہیہ ثلثہ کے مابین ایک
نوع کی نسبت ثابت ہے، بلکہ بعض محققین فن نے تو یہ بھی فرمایا
ہے، کہ حقائق الٰہیہ کمالات کی بہ نسبت ایسی ہیں، جیسے دریا
کی موجیں، اس کلام کا معنی یہ ہے، کہ چونکہ کمالات میں ذاتی
دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت
مرتبہ ذات سے کسی طرح باہر نہیں ہوسکتی، اسیوجہ سے لفظ

[1] یعنی فیما بین کمالات ولایت وکمالات نبوت نسبت ظلیت واصلیت فہمیدہ اند نزد فقیر الخ ۱۲ [2] یعنی محققان
آں نسبت اجمالیہ را بمرتبہ تفصیل آوردہ فرمودہ اند، کہ حقائق الخ ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔

در ادراک ایں ناقص العقل آمدہ است و نسبتِ[1] حقائق چیزہا ظہور میکند، کہ در نسبت کمالات آں ظہور نیست، مثلاً در حقیقت کعبہ معظمہ ظہورِ عظمت و کبریائی و مسجودیت آں مر ممکنات را بہ نحوے ظہور میفرماید کہ عقل در ادراکِ آں تنگ و عاجز می ماند، و مییابم کہ حصولِ ایں مرتبہ متعالیہ بدوں توجہ مرشد در انمقامات متعذر ست اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وچوں حضرت پیر دستگیر در حقیقتِ قرآن مجید توجّہ فرمودند، دریں معاملہ معاینہ نمودم کہ در وسط آں سراوقات (سراپردہ ہائے)

دائرہ
حقیقت
قرآن

عظمت و کبریائی جائے یافتم و در عالمِ مثال چناں دیدم، کہ گویا بر بام خانہ کعبہ برآمدہ ام، آنجا زینہ نہادہ اند، کہ ازاں زینہ (نردبانی ۱۲) عروج فرمودہ، داخلِ حقیقت قرآنی شدم وآں عبارت از مبدأ وسعتِ بیچونی حضرت ذات ست، و وسعت حضرت ذات ازیں مقام شروع میشود، واحوالے ظاہر میگردد (پیدا ۱۲)

انواج کا اطلاق یہاں پر بالکل صحیح ہے، اور اس بارے میں جو کچھ مجھ ناقص العقل کے فہم و ادراک میں آیا ہے وہ یہ ہے، کہ حقائق کی نسبت میں وہ اشیا ظاہر ہوتی ہیں جو کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں، مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت میں عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کی مسجودیت اس طرز پر ظہور کرتی ہے، کہ اس کے ادراک میں عقل بھی عاجز اور تنگ ہو جاتی ہے، اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس عالی مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کرنے کے بغیر نہایت ہی دشوار ہے، اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ اور جب حضرت پیر دستگیر نے قرآن مجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی تو میں نے مراقبہ میں معاینہ کیا، کہ عظمت و کبریائی کے سراوقات (شاہی پردوں) کے اندر میں نے جگہ پائی اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا، کہ گویا میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا ہے، میں اس زینہ سے حقیقت قرآنی میں داخل ہو گیا اور حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی بیچونی و بے کیفی کی وسعت و فراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے اور حضرت ذات کی وسعت اسی مقام سے شروع ہوتی ہے، یعنی وہ حالات و کیفیات ظاہر ہوتے ہیں، جو وسعت کے شبیہ ہیں، ورنہ لفظ وسعت

[1] یعنی آں ست، کہ در نسبت حقائق الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

که شبیه بوسعت ست، والّا اطلاق لفظ
وسعت درآنجا از تنگی میدان عبارت ست
وسرّ شگفتن غنچه دهنِ محبوب حقیقی این جا
دریافت میگردد، فَاقۡصُصۡ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ
الۡغَافِلِيۡنَ بواطن کلام الله درین مقام
میگردد، هر حرفے را از حروفِ قرآنی
دریائے یافتم بے پایاں که موصلِ کعبه
مقصود ست مگر نکته عجب تر بشنو که باایں
همه قصص مختلفه واوامر ونواهی متبائنه
دروقت قرأت چیزها ظهور میکند واسرار
بمیان می آید، وقدرت اوتعالیٰ وحکمتِ
بالغه حق سبحانه ظاهر میگردد، که برائے
تعلیم وتفهیم همه عوام قصص وحکایاتِ
انبیاء عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ ذکر فرموده است
وبرائے هدایتِ بنی آدم احکامِ شریعت
ارشاد کرده ودر بطون این حروف چه
کیفیات وچه معاملات ست حیرت بر
حیرت مے افزاید ودر هر حرفے بشانے
خاص ظهور میفرماید ودلهائے جان بازاں
را در صید می آرد، خوش گفت

بیت

کا اطلاق اس جگہ عبارت والفاظ کے میدان کی تنگی
کیوجہ سے ہے، اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا
اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے خوب سمجھ لو اور کسی قسم
کی کوتاہی نہ کرو، اور کلام اللہ کے بطون (مخفی
راز) اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں، میں نے
قرآن کریم کا ایک ایک حرف دریائے بے
کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل پہنچانیوالا ہے
ایک اور عجیب تر نکتہ سنو، کہ باوجود ان تمام مختلف
قصص وحکایات کے اور متبائن اوامر ونواہی کے
قرأت کیوقت اقسام اقسام کے اشیا، اور انواع
انواع کے اسرار کھلتے ہیں، اور خداتعالیٰ کی قدرت
کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے
ہیں دیکھو تمام عوام کی تعلیم وتفہیم کی خاطر تو قصص
وحکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے ہیں
اور بنی آدم کے ارشاد وہدایت کیواسطے احکام شریعت
ارشاد کئے گئے، اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں
کیا کیا کیفیتیں اور کیسے کیسے معاملے موجود ہیں، کہ حیرت
پر حیرت بڑھتی ہے، ہر ہر حرف میں ایک خاص شان
کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جانبازوں کے دل
کا شکار کرتا ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

بیت نہ حسنش غائتے الخ **ترجمہ**

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
در وقت قرآن مجید لسانِ قاری حکم شجرہ موسوی پیدا میکند و برائے قرائتِ قرآن تمام قالب زبان میگردد، و علوِ نسبت اینجا بمثابہ ایست کہ نسبتِ کمالات با ایں ہمہ علو و وسعت بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ با ایں عظمت و کبریائی در تحت مشہود میگردد و دریں جا مراقبہ مبدا وسعت بیچوں حضرت ذات میفرمایند، و موردِ فیض اینمقامات ہیئت وحدانی سالک ست، بعد ازیں حضرت پیر دستگیر در دائرہ حقیقتِ صلوٰۃ توجہ فرمودند،

دریں دائرہ کمالِ وسعت بیچون حضرت ذات

دائرہ
حقیقت
صلوٰۃ

مشہود گردیدہ از وسعت و علو اینمقام چہ وانماید، کہ حقیقت قرآن مجید یک جزو اوست، و جزو دیگر حقیقتِ کعبہ ست از کیفیات و واردات ایں مقام چہ گوید، و اگر گوید کیست کہ فہم نماید خوش

نہ اس کے حسن کی کوئی غایت ہے، نہ سعدی کے سخن کی نہایت، استسقا والا تو پیاسے کا پیاسا ہی مرجائے اور دریا ویسے کا ویسے ہی رہے، قرآن مجید کی قرأت کیوقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے، اور قرآن مجید کی قرأت کیوقت سارا قالب (بدن تمام) ہی زبان ہو جاتا ہے، اور نسبت کی بلندی اس جگہ تو اس درجہ کی ہے، کہ کمالات کی نسبت باوجود اس اپنی تمام علو وسعت کے بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ باوجود اس عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود ہوتی ہے، اور اس مقام میں بیچوں حضرت ذات کی وسعت کے مبداء کا مراقبہ کرتے ہیں، اور ان مقامات کے فیض کا محل و مورد سالک کی ہیبت وحدانی ہے، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے دائرہ حقیقت صلوٰۃ میں توجہ فرمائی، اس دائرہ میں بیچوں حضرت ذات کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی، اس مقام کی وسعت اور بلندی کا کیا حال بیان کرے، مگر اسقدر تو ضرور جان لو، کہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے، اس مقام کے واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے بالفرض اگر کچھ بیان کرے بھی تو کون سمجھے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے، بیت بطرازِ دامن ناز

گفت **بیت**

بطرازِ دامنِ نازِ او چہ زخاکساری مارسد
نہ زدانمژۂ بہ بلندی کہ زگرد سرمہ دعا رسد

دریں جا مراقبہ کمالِ وسعت بیچوں حضرت ذات میفرمایند، سالکے کہ ازیں حقیقتِ مقدسہ حظے یافتہ وارادائے وقتِ صلوٰۃ گویا ازیں نشاۃ می برآید و دنشاۃ اُخروے می درآید، وشبیہ رویت اُخروی حاصل می نماید، دروقت تحریمہ دست از ہر دوجہاں شستہ و ہر دوجہاں راپس پشت انداختہ اللہ اکبر گویاں در حضور حضرت سلطان ذیشان جلّ شانہٗ حاضر میشود، وپیش ہیبت وعظمت و کبریائی آنحضرت جلّ جلالہٗ خودرا متبذّل ولاشی محض دانستہ قربان محبوبِ حقیقی میگرداند و دروقت قرأت بوجود موہوب کہ لائق آنمرتبہ است موجود گردیدہ تکلم باحضرت حق سبحانہ ومخاطب ازآنجناب مقدس میشود، لسانِ او گویا

اوالخ ترجمہ اس کے دامن ناز کے سنجاف تک ہماری خاکساری ونیازمندی کی رسائی کہاں اسنے اپنی آنکھ کی پلک اتنی بلندی پر نہیں جھپکی، کہ اس کے سرمہ کے گرد اگر ہماری دعا ہی کی رسائی ہو جائے، اس مقام میں حضرت ذات بیچوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں، جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے، وہ گویا ادائے نماز کیوقت عالم دنیا سے نکلکر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور رویت اُخروی کے مشابہ حالت حاصل کرلیتا ہے تکبیر تحریمہ کیوقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھا اور دونوں جہاں پس پشت ڈالکر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہٗ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور بارگاہ جل جلالہٗ کی عظمت وکبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ کو ذلیل وناچیز خیال کر کے محبوب حقیقی پر قربان ہوئے جاتا ہے، اور قرأت کیوقت موہوب وجود سے جو اس مرتبہ کے لائق ہے موجود ہو کر حضرت حق سبحانہٗ کیساتھ متکلم اور اس جناب سے مخاطب ہوتا ہے، اس کی زبان گویا موسوی

لہ طراز بکسر نقش ونگار ہر چیز ونقش وعلم جامہ وبمعنے سنجاف ۲، غیاث گہ تفصیل ماقبل ست بایں نہج کہ دروقت تحریمہ الخ ۱۲ - لمصحہ سلمہ اللہ تعالٰے

شجرہ موسوی میگردد، کَمَا مَرَّ[1] اٰنِفًا فِیْ حَقِیْقَۃِ الْقُرْاٰن وقتیکہ برکوع میرود، و غایتِ خشوع می نماید، بمزیدِ قرب ممتاز میشود و در وقت قرأت تسبیح بکیفیتے دیگر مشرف میگردد، لاجرم برایں نعمت تحمید گویاں قومہ می نماید، و باز در حضورِ حضرتِ حق داست می ایستد، و سِر در ادائے قومہ آنچہ در فہم قاصر بندہ می درآید، آنست کہ چونکہ قصد ادائے سجود دارد، پس از قیام بسجود رفتن موجبِ مزید تذلّل و انکسار ست ازانکہ از رکوع بسجود در رود و قربیکہ در حینِ ادائے سجود حاصل میشود چہ بیان نمودہ شود، کہ عقل در ادراکِ آں عاجز و قاصر ست، مفہوم میگردد کہ خلاصہ ہمہ نماز سجود ست، اَلسَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمَیِ اللہِ حدیث شریف است و آیۃ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ایمائے باَیں قرب مبصر باید، خوش گفت **بیت**

سر در قدمش بروں ہر بار چہ خوش باشد
راز دلِ خود گفتن با یار چہ خوش باشد

شجرہ بن جاتی ہے، چنانچہ ابھی ابھی حقیقت قرآن میں اس کا ذکر ہوا، جب رکوع کرتا ہے، اور رغایت درجہ کا خشوع بھی، تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے، اور تسبیح کرنیکے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے، پھر اب تو خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے، اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے، اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے، کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے، تو قیام سے سجدہ کیطرف جانے میں رکوع سے سجود کی جانب جانیکی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے اور ادائے سجود کیوقت ایک خاص جو قرب حاصل ہوتا ہے، اُسکا کیا بیان کیا جائے، اُسکے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی سجود ہے، حدیث شریف میں ہے، کہ سجدہ کرنیوالا تو اللہ تعالیٰ کے دو قدموں پر سجدہ کرتا ہے اور آیہ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کر اور نزدیک ہو اسی قرب کیطرف اشارہ کرتی ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے **بیت** سر در قدمش بروں الخ ترجمہ بار بار اُس کے قدموں پر سر رکھنا کیا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے، یار سے اپنے

[1] چنانچہ در بیان حقیقت قرآن مجید عنقریب گزشتہ ـ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

و چوں دریں قرب توہم آں شدہ بود، کہ عنقا[1] بدام افتاد، باز تکبیر گویاں در جلسہ بہ نشست یعنی[2] اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ اَنْ اَعْبُدَہٗ حَقَّ عِبَادَتِہٖ وَاَقْرَبَ اِلَیْہِ حَقَّ قُرْبِہٖ و در جلسہ سوالِ مغفرت میکند، از جرمیہ ایں توہم کہ ناشی[3] شدہ بود، باز بجہت طلبِ مزید قرب بسجدہ میرود، و باز در تشہد نشستہ شکر و تحیات بجناب باری بر احسان ایں قرب بجامے آرد، و کلمہ شہادتین از جہت آنست کہ دولت ایں قرب بدوں تصدیق و اقرارِ توحید و رسالت محال ست باز درود میخوانند، از جہت آنکہ ایں نعمت بطفیل و تبعیت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حاصل گشتہ و اختیار صلوٰۃ ابراہیمی برائے آنست کہ درعین ادائے نماز خلوتی با محبوب حقیقی دست دادہ بود و ندیمی خاص و مصاحبت با اختصاص کہ عبارت از منصب خُلّت ست، نصیب

دل کا بھید کھولنا کیا ہی خوش آتا ہے، اور چونکہ قرب بجودسے خیال ہوا تھا، کہ عنقا (مطلوب حقیقی) ام میرا پھنسا اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے، کہ میں اسکی کما حقہ عبادت کرسکوں، اور کما ینبغی اُس کا قرب حاصل کروں، اور اُسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا ہے، کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ الخ پھر اور زیادہ قرب طلب کرنیکے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے ازاں بعد تشہد میں بیٹھکر اُس نعمت قرب کے احسان و انعام پر بار تعالےٰ کی جناب میں شکر و تحیات بجا لاتا ہے، اور کلمہ شہادت کی یہ وجہ ہے، کہ یہ سارا قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کے بغیر ناممکن ہے، پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے، کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، اور ابراہیمی درود شریف اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے، کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی کیساتھ خلوت میسر آتی ہے، اور خاص ہمنشینی اور بالخصوصیت مصاحبت (منصب خلت) تو صرف حضرت

[1] یعنی مطلوب حقیقی را یافتم و بمراد خود رسیدم ۱۲ [2] یعنی معنی ایں تکبیر چنیں خیال کند و فہمد کہ اللہ تعالےٰ برتر ست ازینکہ پرستم اورا سزاوار پرستیدن او و نزدیک شوم با و چنانکہ شاید و باید در رنگ آنکہ گفتہ اند مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ [3] یعنی ایں کہ من حق را یافتم ۱۲ — لمصنفہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔

حضرت خلیل ست عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گویا کہ از برکت این درود آن ندیمی را طلب مے کند فَافْہَمْ باید دانست، وقتیکہ در اداے نماز سنن وآداب آن کَمَا یَنْبَغِیْ بجا آوردہ میشود مثلاً از آداب نماز ست، کہ در وقت قیام جائے سجود را نظر دارد و در رکوع بر قدمین و در سجود بر پرہ بینی و در قعود بر ہر دو زانو ہمچنیں ہمہ آداب را رعایت کند، البتہ حقیقت صلوٰۃ جلوہ میفرماید وآنکہ برائے حضور وجمعیت در قیام چشم بند کردہ متوجہ میشوند، ازیں چیزہا حضور لطائف البتہ پیدا می شود، لیکن برائے ظہور نسبت ہائے فوقانی حاجت بند کردن چشم نیست، بلکہ اینجا ہر حضوریکہ ہست، قالب راست وحضور قالب در رعایت آدابیکہ موافق سنت خواہد افتاد، البتہ خواہد شد، وبند کردن چشم در قیام نماز بدعت ست، اگرچہ برائے حضور جائز داشتہ اند، ہمچنیں در سماعت قرآن مجید اگر از شخصے خوش خوانے شنودہ

بند کردن چشم در نماز بدعت ست

خلیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی کا حصہ ہے، گویا درود شریف کی برکت کے باعث اُسی ندیمی وہمنشینی کو طلب کرتا ہے، خوب سمجھ لو جاننا چاہیے، کہ جب ادائے نماز میں اس کے سنن وآداب کَمَا حَقُّہٗ بجالائے جائیں، تو البتہ اس وقت نماز کی حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے، مثال کے طور پر جان لو، کہ نماز کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ نمازی قیام کیوقت اپنی نظر سجدہ گاہ کیطرف رکھے، اور رکوع میں قدموں پر اور سجود میں ناک کے نرمہ پر اور قعود (بیٹھے) میں دونو گھٹنوں پر، اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے اور بعض لوگ جو حضور وجمعیت کے خیال سے قیام میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے لطائف کا حضور تو البتہ پیدا ہوتا ہے، مگر فوقانی نسبتوں کے حضور کیواسطے آنکھ بند کرنیکی ضرورت نہیں، بلکہ اس جگہ تو ہر قسم کا حضور قالب ہی کے واسطے ہے، اور قالب کا حضور اُن ہی کی آداب کی رعایت سے ہوگا، جو سُنّت کے موافق ہوں، اور نماز میں آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے، اگرچہ حضور کے خیال سے جائز رکھا گیا ہے، ایسے ہی قرآن مجید کی سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جاوے تو ولایت کی نسبت ظہور کرتی ہے، اور اگر مسیح

بیشود نسبتِ ولایات ظہور میکند، واگر
از شخص درست خوانے شنودہ میشود،
نسبتِ حقائق فوقانی ظہور خواہد کرد، چہ
باآوازِ خوش قلب رامناسبتے کلی ست
لاجرم ظہور خواہد نمود، وچوں بصحتِ الفاظ
واداے حروف از مخرج وترتیلِ قرأۃ
بخواند، اگرچہ خوش آوازی نباشد، ناگریز
آں حقائق جلوہ خواہند فرمود، بعد ازاں
حضرت پیر دستگیر درمرتبہ مقدسہ معبودیتِ
صرفہ توجہ فرمودند

دائرہ
معبودیت
صرفہ

ایں جا قدم رگنجائش
نماند، وسیر قدمی تمام
شد، کہ آں درمقاماتِ عابدیت بود، لیکن
بعنایت الٰہی نظر راموقوف نساختند، و
سیر نظری میشود، ع

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

چوں بندہ رادریں مقامِ عالی توجہ فرمودند
درمعاملہ دیدم، کہ درمقامی ہستم فوق آں
مقام مقامی بس عالی ومتعالی وبیرنگ
ظہور فرمودند، وہرچند خواستم، کہ درآں مقام
بروم میسر نشد، آنوقت معلوم گردید، کہ

پڑھنے والے سے سنا جائے، تو فوقانی حقائق
کی نسبت ظہور کریگی، کیونکہ خوش آوازی کے
ساتھ دل کو پوری پوری مناسبت ہے لہٰذا
وہ مناسبت ظاہر ہوگی، اور جب الفاظ کی
صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور
قرأت کی ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے اگو خوش
آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر
ہونگی، ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے مقدس
مرتبہ معبودیت صرفہ میں توجہ فرمائی، اس مقام
میں قدم کی گنجائش بالکل نہیں ہے، اور قدمی سیر تمام ہوچکی
کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی، لیکن خدا کی
عنایت ومہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا، اور
سیر نظری ہوتی رہتی ہے، مصرعہ بلا بودے الخ ترجمہ
اگر یہ بھی نہ ہوتا، پھر تو بڑی بھاری آفت تھی، پھر جب
حضرت پیر دستگیر کو اپنے غلام کو اس عالی مقام میں
توجہ فرمائی، تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ میں ایک
مقام میں ہوں، اس سے اوپر کی جانب ایک
بہت بڑا بلند بیرنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے
ہرچند اس مقام میں پہونچنا چاہا، مگر نہ ہوسکا
اسوقت معلوم ہوا، کہ یہ معبودیت صرفہ کا
مقام ہے، قدم کی وہاں گنجائش نہیں ہے، مگر

این مقام معبودیتِ صرفہ است، کہ قدم
را آنجا گنجائشی نیست، مگر نظر تا ہر کجا کہ
تماشا کند، خوش گفت **بیت**

ماتماشا کنانِ کوتہ دست
تو درختِ بلند بالائی

وسرّ معنی کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ اینجا
جلوہ گر گردید، ظاہر شد کہ فی الحقیقت
استحقاقِ عبادت بہر نوعی کہ باشد، غیر از
حضرت احدیتِ مجردہ کسی ندارد، اگرچہ
اسما وصفات باشند، چہ جائے آنکہ
ممکنات لیاقتِ این امر داشتہ باشند
کان من کان حقیقتِ شرکت دریں جا
نمی ماند، و از بیخ و بن کندہ میرود بدانکہ
سیر حقائق الٰہیہ تا اینجا بود، الحال بیانِ
حقائق انبیا علیہم السلام نمودہ میشود
بگوش ہوش استماع فرمایند،

فصل

در بیان حقائق انبیا کہ عبارت از
حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و
حقیقت محمدی و حقیقت احمدی ست علیٰ

نظر جہاں تک پہنچے، اُس کو تو گنجائش ہے،
کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے **بیت** ماتماشا
کنان الخ ترجمہ تو تو بلند قامت درخت ہے
ہم تو صرف نظر باز دست نارس ہیں، اور کلمہ
طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر
ہوا، صاف طور پر ظاہر ہو گیا، کہ درحقیقت ہر
نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت
احدیت مجردہ کے اور کسی کو بھی حاصل نہیں
اگرچہ اسما، وصفات ہی کیوں نہ ہوں ممکنات
بچارے سارے کے سارے جو بھی ہوں
ان کی حقیقت ہی کیا ہے، کہ اس امر کی لیاقت
رکھیں، شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا،
بلکہ بیخ وبن سے اکھڑ جاتا ہے، مخفی نہ رہے
کہ حقائق الٰہیہ کی سیر یہیں تک تھی، اب انبیاء
علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے
گوش ہوش سے سنو۔

فصل

حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی
وحقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت
احمدی کے بیان میں جاننا چاہیے، کہ جیسے حقائق

خاتمهم اوّلاً وعلیٰ اجمعهم ثانیاً الصلوٰة
والسلام باید دانست کہ چنانکہ در حقائق
الٰہیہ ترقی موقوف بر تفضل ست ہمچناں
در حقائق انبیا علیہم السلام ترقی موقوف
بر محبت ست، چوں حضرت پیر دستگیر
غلام خود را در حقیقت ابراہیمی توجہ فرمودند
مراقبہ ذاتیکہ منشأ حقیقت ابراہیمی ست
ارشاد کردند از عنایت حضرت ایشاں
در ہماں توجہ کیفیت آنمقام فائض گردید
در چندے[1] انوار و اسرار آنمقام عالی کہ
عبارت از خلت حضرت حق ست سبحانہٗ
ورود فرمود، دریں
مقام اُنسے خاص
وخلوتے باختصاص

دائرہ
خلت اعنی
حقیقت
ابراہیمی

بحضرت ذات ہویدا شد، وہمیں معاملہ
از آنحضرت جلّت وعظمت باین
کس مفہوم گردید، وکیفیتے کہ دریں مقام
عالی حاصل شدہ است در مقامات عالیہ
دیگر بایں خصوصیت وکیفیت ظہور نہ
فرمودہ، اگرچہ از قسم فضل جزئی باشد،

الٰہیہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے ویسے
ہی حقائق انبیا علیہم السلام میں ترقی محبت
پر موقوف ہے، جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے
اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی، تو
ذات منشا حقیقت ابراہیمی کا مراقبہ ارشاد
فرمایا، حضور کی مہربانی سے اُسی ایک توجہ
میں اُس مقام کی کیفیت مجھپر وارد ہوئی، اور
تھوڑے ہی عرصہ میں اُس عالی مقام یعنی خلت
حضرت حق سبحانہٗ کے انوار و اسرار فائض
ہوئے، اس مقام میں حضرت ذات کے
ساتھ ایک خاص اُنس اور باخصوصیت خلوت
بھی پیدا ہوئی، اور حضرت ذات جلّت
وعظمت کی جانب سے بھی اس عاجز کے
ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا، اور جو کیفیت
اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے، دوسرے
عالی مقامات میں اس خصوصیت وکیفیت کے
ساتھ ظاہر نہیں ہوئی، پس اس عالی مقام کو
دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی
فضیلت ثابت ہے، گو یہ فضیلت جزئی
فضیلت ہی کا قسم ہے، اس مقام کی خصوصیت

[1] یعنی در کمتر از مدتے ۱۲

چه دریں مقام محبوبیت صفاتی جلوه گر
میشود، و در حقیقتِ محمدی و احمدی محبوبیت
ذاتی معنی ایں عبارت آنست که چنانکه
ذات متعالیه خود را دوست میدارد،
همچنیں صفاتِ خود را نیز دوست میدارد
قسم اول حقیقت محمدی و احمدی ست
و قسمِ ثانی خلت تام یافته، حقیقت ابراهیمی
شد، محبوبیت صفاتی مثل محبوبیت خد
و خال و قد و عارض ست و ازیں جهت
ایں قدر بیرنگی درینمقام نیست بخلاف
محبوبیت ذاتی کما سیأتی ان شاء الله تعالی
و دریں مقام حضرت پیر دستگیر را شانے
خاص دریافتم، و به یقین دانستم، که صاحب
منصب ایں مقام عالی ہستند، و ایں معنی
را در حضور پرنور عرض کرده بودم فرمودند
که من هم خصوصیتِ خود بحضرت خلیل علیٰ
نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام دریافته ام
لیکن متوجه غیر از حبیب خدا صلی الله علیه
وسلم بطرف دیگر نمے شوم، ولله درّه
ما احسن صدره در ایں مقام سالک
را نحوے اُنس بحضرت ذات پیدا میشود

اس لئے ہے، کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت
جلوہ گر ہوتی ہے، اور حقیقت محمدی و احمدی
میں ذاتی، اس عبارت کا معنے یہ ہے، کہ اللہ
تعالیٰ کی متعالی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست
رکھتی ہے، ویسے ہی اپنے صفات کو بھی دوست
رکھتی ہے، پہلی قسم کو حقیقت محمدی و احمدی کہا
جاتا ہے، اور دوسری قسم خلت کے نام سے موسوم
ہو کر حقیقت ابراہیمی کہلاتی ہے، محبوبیت صفاتی
جیسے خد و خال، قد و رخسار کی محبوبیت اور اسی وجہ
سے اس مقام میں کامل بیرنگی نہیں ہے، برخلاف ذاتی
محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر
آئیگا، حضرت پیر دستگیر کو میں نے اس مقام (خلت
ابراہیمی) میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوف پایا،
اور یقیناً جان لیا، کہ آپ اس عالی مقام کے منصب دار
ہیں، اور یہ مضمون حضور پرنور کی خدمت عالی میں میں نے
عرض کیا، اس پر فرمایا، کہ ہاں میں بھی حضرت خلیل علیٰ
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ایک
خصوصیت پاتا ہوں، لیکن حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے غیر کی طرف میں متوجہ نہیں ہوتا، وللہ درّہ ما
احسن صدرہ ترجمہ اللہ دے اُس کی نیکی اور کیا ہی
عجب کا سینہ اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کیساتھ

کہ بطرفِ دیگر رو نمی آرد، اگرچہ اسماوصفات
باشند، و بطرفِ دیگر توجہ نمی فرماید اگرچہ
مزارات مشائخ کبار باشند، واستمداد
واستعانت از غیر او تعالیٰ خوش نمی آید
اگرچہ ارواح وملائکہ باشند، ودریں مقام
تکرارِ صلوٰۃِ ابراہیمی یعنی درودیکہ در نماز
میخوانند، ترقی می بخشد، بعد ازیں در دائرہ
محبّت ذاتیہ صرفہ حضرت پیر دستگیر توجّہ
فرمودند ودرینجا
مراقبہ ذاتیکہ منشأ
حقیقتِ موسوی

دائرہ
محبّت
صرفہ

ست، و محبِ خودست، ارشاد کردند،
کیفیت اینمقام بقوّتِ تمام وُرود فرمود
و محبّیت او تعالیٰ مر ذاتِ خویش را کہ حقیقت
موسوی عبارت ازآنست، آشکارا شد
وآنکہ بعضے بزرگان حضرتِ موسیٰ علیہ
السّلام را محبوبیّت اثبات فرمودہ اند
مرادِ آں اکابر اگر آنست، کہ ایشاں
محبوب حضرتِ حق اند، سُبحانہٗ مسلّمنا
کہ مرتبہ نبوت ورسالت والوالعزم بے
محبوبیّت حاصل نمیشود، کہ انبیاء کرام

اس نوع کا اُنس پیدا ہوتا ہے، کہ غیر کیطرف اگرچہ اسماء
وصفات ہی کیوں نہ ہوں، رُخ نہیں کرتا اور دوسری
طرف متوجہ نہیں ہوتا، گو مشائخ کبار کے مزارات
ہی ہوں، اور غیر سے استمداد واستعانت اُس کو خوش
نہیں آتی، اگرچہ ارواح وملائکہ ہی ہوں، اور اس مقام
میں درود ابراہیمی کا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے بار بار و
بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے، اس کے بعد حضرت
پیر دستگیر نے محبّت ذاتیہ صرفہ کے دائرہ میں توجہ
فرمائی، اور اس جگہ اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا
جو حقیقت موسوی کا منشأ ہے، اور خود اپنے آپ کو
دوست رکھتی ہے، اور اس مقام کی کیفیت بڑے
زور کیساتھ وارد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی محبیت یعنی
خدا تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبّت و دوستی جو حقیقت
موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی،
اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسیٰ علیہ
السّلام کے واسطے محبوبیت ثابت کی ہے
اگر ان بزرگوں کی مراد یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ
علیہ السّلام حضرت حق سبحانہ کے محبوب
ہیں، تو یہ امر بالکل مسلّم ہے، اس لئے کہ
نبوت ورسالت اور اولو العزم کا مرتبہ محبوبیّت
کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، انبیاء کرام علیہم

عَلَیْھِمُ السَّلَامُ محبوباں مرآنحضرتِ حق
سبحانہ را اند و راہ ایشاں راہ اجتبا ست
و ایں سخن منافی مطلبِ ما نیست، و اگر
مراد آں اکابر آنست کہ حقیقتِ موسوی
عبارت از محبوبیتِ ذاتی ست الطور یکہ
حضرتِ مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقتِ
احمدی را قرار دادہ اند، پس محلِ تامّل ست
و در فہمِ ناقص ایں نافہم نمی آید، و خلافِ
مکشوف صاحب طریقہ و تابعانِ آنحضرت
ست، روزی ایں کمترین بر شخصے از
اصحاب خود دریں مقام توجہ میکردم
بے اختیار کیفیتے روے داد، کہ از
زبانِ من آیہ کریمہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ
برآمد، اگرچہ دریں مقاماتِ عالیہ ظہورِ
اینچنیں الفاظ کم میشود، لیکن ایں از خصوصیاتِ
ایں مقام ست، عجب آنست، کہ درینجا
باوجود ظہور محبت ذاتی شانِ استغنا و
بے نیازی ظہور میفرماید و ایں از اجتماعِ
ضدین ست، و ہمیں سرّ معلوم میشود در
آنچہ در بعضے مواقع از حضرتِ کلیم علیٰ

و فرود آں حضرت

السَّلَامُ حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں، اور ان کی
راہ اجتبا کی راہ ہے، اور یہ امر ہمارے مطلب کے
ہرگز منافی و مخالف نہیں، اور اگر ان اکابر کی مراد یہ
ہے، کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیت ذاتیہ ہے
جس طور سے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت
احمدی قرار دی ہے، تو یہ محل غور ہے، اور مجھ نافہم
کے ناقص فہم میں نہیں آتا، اور صاحب طریقہ
اور اس کے تبعین کے مکشوف کے بھی برخلاف
ہے، ایک روز یہ کمترین اپنے یاروں میں سے
ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رہا تھا
کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی
کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آیہ کریمہ جاری
ہوئی، رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ یعنی اے
مرے پروردگار دکھا مجھکو اپنا آپ) کو میں تیری
طرف نظر کروں، ان عالی مقامات میں ایسے
الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے، لیکن یہ . . .
اسی مقام کی خصوصیات سے ہے، عجب
معاملہ ہے، کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت
ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان بھی ظاہر
ہوتی ہے، اور یہ ضدین کا اجتماع ہے، حضرت کلیم علیٰ

لہ محبت و بے نیازی ۱۲ ؎ انہلکنا بما فعل السفہاء منا ان ہی الا فتنتك تضل بہا من تشاء الخ ۱۲

نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام صدور
بعضے کلمات[1] کہ در ظاہر گستاخانہ مفہوم
میشود، واقع شدہ اند، والعلم عند اللہ
سبحانہ، دریں جا اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آلہ واصحابہ وعلی جمیع
الانبیاء والمرسلین خصوصا علی کلیمک
موسیٰ نیز ترقی می بخشند، بعد ازیں حضرت
پیر دستگیر در حقیقت الحقائق کہ عبارت
از حقیقت محمدی ست، علی صاحبہما
الصلوٰۃ والسلام بر غلام خود توجہ فرمودند
و درینجا مراقبہ ذاتیکہ محب خود و محبوب
خودست، و منشأ حقیقت محمدی ست
ارشاد کردند، و درینجا بہ عنایت حضرت
پیر دستگیر محبیت ممتزجہ با محبوبیت
ظہور فرمودہ،

دائرہ
محبوبیت ذاتیہ
ممتزجہ

وبیان اجتماع ایں
دونشاہ دریں دائرہ
کیفیتے دارد، کہ از تحریر راست نمے
آید، و دریں مرتبہ مقدسہ فنا و بقا دست
داد، و اتحاد خاص باں سرور دین و دنیا

نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض موقعوں
پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے، جو بظاہر گستاخانہ
مفہوم ہوتے ہیں، انکے صدور میں بھی یہی راز مضمر
معلوم ہوتا ہے، اسجگہ یہ درود شریف (اللھم صل
علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وعلی
جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصا علی کلیمک
موسیٰ) بھی ترقی بخشتا ہے، ازیں بعد حضرت پیر
دستگیر نے حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدی
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اس
غلام پر توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محب اور
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت محمدی کا
منشا بھی ہے، اور اسجگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت
و مہربانی سے محبیت نے جو محبوبیت کے ساتھ ممتزج
ہے، ظہور فرمایا، اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے
اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے جو
تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی، اور فنا
و بقا اس مقدس مرتبہ میں بھی حاصل ہوئی، اور
سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا، اور سید

[1] انھلکنا بما فعل السفہاء منا ان ھی الا فتنتک تضل بہا من تشاء الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ،

بیسر آمد وبطفیل سید عالم صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ بمرتبہ رسانیدند، واسرارے بمیان آوردند، کہ اظہارِ آں موجب ایقاظ فتنہ است، معنی رفع توسط کہ اکابر اولیاءُ باں قائل اند، اینجا ظاہر میشود ومشہود میگردد، کہ ایں کس را باآنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ معاملہ شدہ است کہ ہم آغوش یک کنار اند، وہم بستر یک نگار وباایں ہمہ محبتے خاص با حبیب خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پیدا میشود، کہ سِرّ سخن حضرتِ امام الطریقہ مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہویدا میگردد، آنجا کہ فرمودہ اند، خدائے را جَلَّ شَانُہٗ برائے آں دوست میدارم کہ ربِ محمد ست، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ودریں مقام درجمیع اُمورِ جزئی وکلی ودینی ودنیاوی مشابہتے ومناسبتے با حبیب خدا صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش مے آید، و بہمیں جہت ست آنچہ حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ رغبت کلی درعمل بر حدیث دارند، وتشویق وترغیب ایں امر

عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طفیل ایک بہت بڑے خاص مرتبہ میں مجکو پہنچا یا گیا، اور ایسے ایسے اسرار وراز ظہور میں لائے گئے، جنکا اظہار فتنہ کے بیدار کرنیکا باعث ہے، رفع توسط کا معنی جس کے اکابر اولیا قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے، اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے، کہ اس شخص (صاحب واقعہ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا، کہ دونوں (صاحب واقعہ اور حضور علیہ السلام ایک ہی معشوق کے ہمکنار و ہم بستر ہیں، اور باایں ہمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے اور حضرت امام الطریقت مجدد رضی اللہ عنہ کے قول کا راز بھی اس مقام میں کھلتا ہے، جو آپنے فرمایا، کہ خدائے جَلَّ شَانُہٗ کو میں اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار ہے، اور اس مقام میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر امر جزئی وکلی دینی ودنیوی میں مشابہت ومناسبت اچھی معلوم ہوتی ہے، اور اسیوجہ سے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت رکھتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس کا شوق اور رغبت دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو

میفرمایند، اللہ تعالیٰ الیشان بطورے درینمقام قوتے و رسوخے کرامت فرمودہ است، کہ بواسطہ اتباع آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مجلس شریف الیشاں شبیہ محفلِ صحابہ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گردیدہ است، چنانچہ بعضے از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرمودہ اند، کہ وقتیکہ در محفلِ مقدسِ نبوی حاضر میشوم، معاملہ میگذرد، کہ کَاَنَّا رَأْیُ عَیْنٍ وصفِ حال آنمقام ست، راقم گوید عفی عنہ کہ ایں بندہ راہمیں معاملہ درحضور پرنور حضرت پیر دستگیر خود بارہا گذشتہ است فَہِمَ مَنْ فَہِمَ، بعد ازیں حضرت پیر دستگیر بندہ را در حقیقتِ احمدی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ توجہ فرمودند، ودرینجا مراقبہ ذاتیکہ محبوب خودست، ومنشأ حقیقتِ احمدی ست

دائرہ
محبوبیہ ذاتیہ
صرفہ

اس مقام میں اس طور سے قوت و مہارت عطا فرمائی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی مجلس مبارک کے مشابہ ہے، چنانچہ بعض صحابہ کرام (حضرت حنظلہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، کہ جب میں مجلس مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے، کہ کانا رای عین (گویا کہ ہم مغیبات کا مشاہدہ و معاینہ کر رہے ہیں، اس مقام کی حالت کا بیان ہے، راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہٰذا) کہتا ہے، کہ حضرت پیر دستگیر کے حضور پرنور میں یہ معاملہ مجھ پر بارہا گذرا ہے، پانے والوں نے پالیا، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت احمدی کا منشا بھی ہے، اس مقام میں نسبت کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور

ل ای کانا نری الجنۃ والنار رای العین فھو بالنصب مفعول مطلق او بالرفع علی الخبریۃ من قبیل زید عدل وھذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ مسلم عن حنظلۃ رضی اللہ تعالیٰ

ارشاد کردند، در اینمقام علو نسبت باشتعال انوار ظہور میفر ماید، و در انجا بعضے اسرار بمیان آوردند، روزے در حلقہ پیر دستگیر حاضر بودم، و متوجہ اینمقام عالی گردیدم، معاملہ گذشت، کہ خود را عریان محض ملقی بین یَدَیِ الرحمٰن یافتم، زیادہ ازین چہ وانمایم، از مدتے بخاطر قاصر این مسکین مے آمد، کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ در جائے تحقیق فرمودہ اند، کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہ حقیقت احمدی ست، معنی این سخن در فہم قاصر نمی آمد، چہ حقیقت کعبہ در حقائق الٰہیہ ست و حقیقت احمدی در حقائق انبیاء است، پس چہ طور یک حقیقت باشد روزے در حقیقت احمدی متوجہ بودم ناگہان دیدم، کہ ظہور حقیقت کعبہ معظمہ واقع شد، و ندا، در دادند، کہ عظمت و کبریائی ہم خاصہ محبوب ست و محبوبیت و مسجودیت ہر دو از شیونات آنحضرت ست پس در سخن صاحب الطریقہ جای ریب و تردد نیست و حضرت پیر دستگیر

اس مقام میں بعض خاص اسرار مکشوف ہوئے ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکر و مراقبہ میں حاضر تھا، اور اس عالی مقام کیطرف میں متوجہ ہوا، واقعہ یہ پیش آیا، کہ میں نے اپنے آپکو حضرت رحمٰن جلشانہ کے سامنے برہنہ پڑا ہوا پایا، اس سے بڑھکر میں اور کیا ظاہر کروں ایک مدت درازسے اس مسکین کے کمزور دل میں یہ خطرہ گذرتا تھا، کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا ہے کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے آپکے اس کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا تھا، کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الٰہیہ میں سے ہے، اور حقیقت احمدی حقائق انبیاء میں سے ہے، پس یہ دونو کیونکر ایک ہو سکتی ہیں، ایک روز حقیقت احمدی میں میں متوجہ تھا، کہ یکایک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا ندا آئی، کہ عظمت و کبریائی بھی محبوب کا خاصہ ہے، اور محبوبیت اور مسجودیت بھی دونوں کے دونوں آنحضرت کے شیونات ہی سے ہیں، پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک و شبہ کا محل نہیں، اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو

خود را دریں مقام عالی بشان خاص یافتم
و دریں مقام محبوبیت ذاتی منکشف میشود
چنانچہ در خُلّت محبوبیت صفاتی بود و معنی
محبوبیت ذاتی آنست، کہ محبوب را قطع
نظر از صفات جمیلہ او کہ عبارت آز مثل
خط و خال و غیرہ است، دوست میدارند
فقط در ذات او چیزی می باشد، کہ موجب
تعشق میگردد، شاعرے میگوید،

بیت

شاہد آں نیست کہ موئے میانے دارد
بندۂ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد
در اینجا درود اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ
صَلَوٰتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
کَذٰلِکَ ترقی می بخشد، بعد ازیں بندہ را
پیر دستگیر در حب صرفہ ذاتیہ توجہ فرمودند
در اینجا مراقبہ حُبِّ
صرفہ ذاتیہ ارشاد
کردند، در اینجا کمالِ

دائرہ
حُبّ صرفہ
ذاتیہ

علو و بیرنگی نسبت باطن ظاہر میشود،
ایں مرتبہ بحضرت اطلاق و لاتعین اقرب

اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا
اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف
ہوتا ہے، اور خلت میں صفاتی محبوبیت کا
اور ذاتی محبوبیت سے یہ مراد ہے، کہ اپنے
محبوب کو اُس کی صفات جمیلہ مثلاً خط و
خال وغیرہ سے قطع نظر کرکے دوست رکھیں
صرف اُس کی ذات ہی ذات اُس کے تعشق
کا موجب ہو، کسی شاعر نے کہا ہے،

بیت شاہد آں الخ ترجمہ معشوق وہ
نہیں، جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو
بلکہ اُس زیبا صورت کا بندہ بن، جو ناز و ادا والی
ہو، اسمقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَذٰلِکَ اس
کے بعد حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو حُبّ ذاتی
محض میں توجہ فرمائی، اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، اس مقام پر نسبت باطن
کی بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے، یہ مرتبہ
حضرت اطلاق و لاتعین سے بہت ہی قریب
ہے، اور یہ مقام بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ

ست واین ہم از مقامات مخصوصہ پیغمبر ما
است صلی اللہ علیہ وسلم حقائق انبیاء
دیگر دریں مقام نزد فقیر ثابت نمیشود چہ
نزد صاحب الطریقہ امام ربانی اول تعینے
کہ حضرت لاتعین رالاحق گردیدہ تعین
حب ست وہماں تعین اول راحقیقت
محمدی قرار دادہ اند، بعد ازیں مرتبہ
لاتعین وحضرت اطلاق ست، درینجا

دائرہ
لاتعین

حضرت پیر دستگیر
نیز غلام خود را
بتوجہ خود
سرفراز فرمودند، واین ہم از مقامات
خاصہ حضرت رسالت پناہی ست صلی
اللہ علیہ وسلم درینجا ہم سیر قدمی نمیشود
اما سیر نظری البتہ میشود، لیکن نظر تا کجا
کار خواہد کرد خوش گفت

بیت

دامان نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

ایں ست بیان سلوکے کہ حضرت پیر
دستگیر ایں بندہ شرمندہ را در آں مقامات

علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے،
دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک
اس مقام میں ثابت نہیں، اس لئے کہ صاحب
طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک حضرت لاتعین کو پہلا تعین جو لاحق
ہوا ہے، وہ تعین حب ہی ہے، اور اسی
تعین اول ہی کو انہوں نے حقیقت محمدی
قرار دیا ہے، ان تمام مراتب کے بعد لاتعین
وحضرت اطلاق کا مرتبہ ہے اس مقام میں
بھی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو
اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور یہ
مقام بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، یہاں
پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے، البتہ نظری
سیر تو واقع ہوتی ہے، مگر نظر کہاں تک کام
کرے گی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے،

بیت دامان نگہ تنگ الخ ترجمہ نگاہ
کا دامن تو بہت ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے
پھول ڈھیروں کے ڈھیر، تیری بہار کے پھول
چننے والے دامن کی تنگی کے شاکی ہیں، یہ ہے
بیان اُن مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر

توجہ شریف ممتاز فرمودہ اند ، اگر تمام عمر
مصروفِ شکر ایں احسان شوم وخود را
باخاک برابر ساختہ از خود نامے و
نشانے نگذارم ، ہنوز از ہزار یکے را
ادا نکردہ باشم ؎

گر بر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکر وے از ہزار نتوانم کرد

نے اپنے اس شرمسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ
ممتاز فرمایا ، اگر میں اپنی تمام عمر اس احسان کے شکریہ
میں صرف کر دوں ، اور اپنے آپکو انکے قدموں کی
خاک کے برابر کر کے اپنا نام ونشاں مٹادوں ، تو
بھی میں نے ہزار میں سے ایک شکریہ بھی ادا نہیں کیا
بیت گر بر تن من الخ ترجمہ میرے بدن کا بال
بال اگر زبان ہو جائے ، تو آپکے ہزار شکر میں سے ایک
بھی ادا نہیں کر سکتا ،

فصل

در بیان بعضے مقامات کہ

از راہ[1] سلوک علیحدہ افتادہ اند ، و در
بعضے از اں ایں بندہ را حضرت پیر دستگیر
توجہ خود ممتاز فرمودہ اند ، اظہاراً للشکر
بیان بنماید ، بداںکہ دائرہ سیف قاطع
محاذی دائرۂ ولایت کبریٰ واقع شدہ
است ، اگرچہ ایں
بندہ را دراں
دائرہ توجہ نشدہ
است ، لیکن بندہ از حضور پر نور استفساً

دائرہ
سیف
قاطع

فصل

بعض اُن مقامات کے بیان میں

جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں ،
اور حضرت پیر دستگیر نے اُن میں سے بعض میں
اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے ، اظہار
شکر کے لئے اُن کو بھی بیان کرتا ہوں معلوم
رہے ، کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبریٰ کے
دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے ، حضرت پیر
دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں
توجہ تو نہیں فرمائی ، لیکن اس غلام نے حضور
پُر نور سے اس دائرے کے حالات دریافت

[1] یعنی ازیں راہ مذکور کہ حضرت پیر دستگیر ایں بندہ را ممتاز فرمودہ اند ، المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ،

اُحوال ایں دائرہ کردہ بودم و عرض بیان
وجہ ایں اسم مرا ایں دائرہ رانمودہ اِرشاد
فرمودند، کہ سیف قاطع نام ایں دائرہ
برائے آنست کہ وقتیکہ سالک دریں
دائرہ قدم مے نہد، مانندِ شمشیر برندہ ہستی
سالک رانیست ونابود میسازد، واز سالک
نامے نشانے نمیگذارد، لہذا ایں دائرہ
راسیف قاطع نام نہادہ اند، و دائرہ قیومیت
از دائرہ کمالاتِ الوالعزم ناشی شدہ
است اگرچہ در راہ
سلوک واقع ست
لیکن معمولِ حضرت

دائرہ قیومیت

پیر دستگیر برائے توجہ دریں دائرہ نبود
سرِّش آں تواند بود، کہ قیومیت منصب
انبیاء اُلوالعزم ست، و بایں منصب
عظیم الشان دریں امت مرحومہ اللہ تعالیٰ
حضرت مجدد الف ثانی را و حضرت ایشاں
وبعضے فرزنداں و خلفاے ایشاں را
رضی اللہ عنہم سرفراز فرمودہ چنانچہ
درانوقت حضرت پیر دستگیر قیوم زماں
وقطب دوراں ہستند، ہرکسی راکہ مشیت

کئے تھے، اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت
کی تھی، ارشاد فرمایا، کہ اس دائرے کا نام
سیف قاطع اس لئے ہے، کہ سالک جب
اس دائرے میں قدم رکھتا ہے، تو شمشیر براں
کی طرح یہ دائرہ سالک کی ہستی کو نیست و
نابود کردیتا ہے، اور سالک کا نام ونشان
تک نہیں چھوڑتا، اسی واسطے اس دائرہ کا نام
سیف قاطع رکھا گیا ہے، اور نیز معلوم رہے، کہ
دائرہ قیومیت دائرہ کمالات الوالعزم سے پیدا ہوا
ہے، اگرچہ یہ دائرہ بھی اثناء راہ سلوک میں
واقع ہے، لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر
دستگیر کا معمول نہیں ہے، اس کا راز یہ
ہو سکتا ہے، کہ قیومیت انبیاء اُلو العزم
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے
اور اس امت مرحومہ میں اس منصب عظیم الشان
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم صاحب) اور
حضرت ایشاں کے بعض فرزندوں اور خلفاء
رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے، چنانچہ
حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زماں اور
قطب دوراں ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

ایزدی تعلق میگیرد، باین منصب سرفراز
میفرمایند، حاجت توجہ نیست، ارروزے
بندہ فاتحہ پیراں خواندہ متوجہ ایں دائرہ
بودم، احوالے و اسرارے بمیاں آوردند
کہ تعبیر آں بزبان راست نے آید وبفیضے
خاص دریں دائرہ مشرف گردیدم ایں
معنی را بحضور پرنور ایشاں عرض نمودہ
بودم، فرمودند، دریں دائرہ متوجہ شدہ
باشی، ازیں سخن امیدوارم، کہ اللہ تعالیٰ
بتصدق فرق حضرت پیردستگیر سرفراز فرماید

بیت

فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

الحمدللہ کہ بعد مدتے درسال یکہزار
ودوصد وسی وسوم نصف ماہ جمادی
الاول حضرت ایشاں بندہ را بشارت
قیومیت عطا فرمودند، وارشاد کردند
کہ مرا الہام شد، لہٰذا بتو ارشاد کردم، ودر
مرض اخیر بندہ را از بلدہ لکھنو طلبیدند
وفرمان والاشان بجہت طلب بندہ
فرستادند، دراں مکتوبات عالی وسرفراز

اس منصب کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، اس میں
توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں، میں ایک بار ارواح
مشائخ فاتحہ پڑھکر اس دائرہ میں متوجہ تھا، کہ
ایسے ایسے حالات واسرار منکشف ہوئے
کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہوسکتا، اور نیز
اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ مشرف
ہوا، اور یہ مضمون حضور پرنور کیخدمت میں
عرض کیا، آپ نے فرمایا، کہ تم اس دائرہ میں
متوجہ رہا کرو، آپکی اس بات سے میں امیدوار
ہوں، کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیردستگیر کے سرکے تصدق
سے مجکو اس دائرے کے فیض سے بھی سرفراز فرمائیگا،
بیت فیض روح القدس الخ ترجمہ فیض روح القدس گر
دے مدد تو اور بھی کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا
الحمدللہ کہ ایک مدت دراز کے بعد سن یکہزار دوسو
تینتیس ۳۳ ماہ جمادی الاول کی پندرھویں کو حضرت
پیردستگیر نے بندہ کو قیومیت کی بشارت عطا
فرمائی، اور ارشاد فرمایا، کہ چونکہ مجکو الہام
ہوا ہے، اسی واسطے میں نے تجکو یہ خوش
خبری دی ہے، اور آخری مرض میں بندہ کو
لکھنو شہر سے طلب کیا، اور فرمان عالیشان بندہ
کی طلب کیواسطے بھی بھیجا، جو مکاتب سرفراز نامے

نامہائے متعالی نیز بشارت ایں منصب
عالی بر بندہ عنایت فرمودند، ازانجملہ
دو مکتوبات راتبرکاً ایراد مینماید،

مکتوب اول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا
حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب سلّمکم
ربّکم اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ دریں
ولا ایں فقیر را مرض خارش وضعف و
شدت تنفس مستولی گردیدہ کہ طاقت
نشست و برخاست خیلے دشوار علاوہ
اینکہ درد درکمر ازچندے طاری شدہ
کہ نماز برا قعا خواندن ہم محال حضرت
شاہ رفیع الدین صاحب میفرمودند کہ
حضرت شاہ ابوسعید صاحب بالضرور
پیش شما باشند، پس دریں وقت
شدت امراض بحدے رسیدہ کہ طاقت
نشستن نماند، وفتور کلی در رشتہ ضروریہ
آمدہ دریں وقت آمدن شما بسیار
مناسب ست جلد تر خود را برسانید و

بندہ کے نام پروانہ فرمائے، انہیں بھی اس عالی منصب
کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی، انہیں سے دو
مکتوب تبرکاً درج کئے جاتے ہیں

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت
شاہ ابوسعید سلمکم ربکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اسوقت
اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس
استقرار غالب ہوگئی ہے، کہ بیٹھنا اٹھنا بھی بہت ہی دشوار
ہوگیا ہے، علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہے
کہ ادائے نماز بحالت اقعا زمین پر دونوں ہاتھ رکھکر
گھٹنے کھڑے کرکے سرینوں کے بل بیٹھنا) دشوار بلکہ
محال ہے، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے تھے
کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اسوقت آپکے پاس ہونا
نہایت ہی ضروری امر ہے، پس اسوقت امراض کی شدت
اس حد تک پہنچ گئی ہے، کہ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں
رہی، اور میرے بستہ ضروریہ (تنفس کھانا پینا، سونا
جاگنا، حرکت وسکون، پاخانہ پیشاب، رنج وراحت)
میں پورا خلل واقع ہوگیا ہے، پس اسوقت آپکا آنا
بہت ہی مناسب ہے، لہذا بہت جلد تشریف لے آؤ

قبل ازیں خطوط متواتر در طلب شما
مع برکات تبرکات جدیدہ روانہ کردہ شدہ
تعجب ست، کہ قصدِ آمدن اینجا نکردہ اید
این فقیر را بحسب ظاہر صحت محال افسوس
کہ شما این قدر تاخیر مینمائید ؎
خوباں دریں معاملہ تاخیرے کنند
می بینم کہ منصبِ آخر مقامات این خاندان
عالیشان بشما متعلق و وابستہ شد و پیشتر
ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما
بر چہارپائی ما نشستہ اید، و قیومیت
بشما عطا کردند، سوائے شما قابل ایں
توجہات غریبہ و عجیبہ کسے نیست بمجرد
رسیدن این خط خود را جریدہ روانہ اینصوب
نمایند، و برخوردار احمد سعید را بجائے خود
بگذارند و بدعا و حسن خاتمہ و درود و استغفار
و ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید و ختم پیران کبار
و لقائے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمد
مصطفٰے مدد فرما باشید والسلام انتہی مکتوبہ الشریف

مکتوب ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات روانہ
کئے گئے تعجب ہے، کہ آپنے یہاں آنیکا قصد نہیں کیا
اس فقیر کی صحت بظاہر محال معلوم ہوتی ہے افسوس
ہے، کہ تم اسقدر تاخیر کر رہے ہو، مصرع خوباں دریں
معاملہ الخ ترجمہ محبوب اس معاملہ میں تاخیر کیا
ہی کرتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں، کہ اس عالیشان
خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے
متعلق کیا گیا ہے، اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری
میں میں نے دیکھا تھا، کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو
اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے، ان توجہات
عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر
نہیں آتا، لہٰذا اس خط کے دیکھتے ہی تن تنہا
اس طرف روانہ ہو جاؤ اور برخوردار احمد سعید
کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ، اور دعا حسن خاتمہ
اور درود شریف اور استغفار اور ختم کلمہ طیبہ
اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا
ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد
کرو، آپکا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہو گیا،

دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب
حضرت شاہ ابوسعید صاحب و احمد سعید
صاحب جعلھما اللہ للمتقین اماما
بعد از سلام مسنون و دعائے عافیت
مشحون واضح بنماید، کہ مکرر رقیمہ ہائے
فقیر برائے طلب شما فرستادہ شد معلوم
نیست، کہ بخدمت میرسند، یا در راہ
تلف مے شوند، احوالِ مزاج فقیر
بسیار سقیم ست، طاقت نشستن نماندہ
ہجوم امراض وندائے الرحیل در دادند فقیر را
بجز دیدن شما ہیچ آرزوئے نیست بلکہ
از غیب القامی شود، کہ ابوسعید را باید
طلبید، و روحِ مبارک حضرت مجددِ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ برایں باعث ست
و دیدہ ام کہ شما را بر ران راست خود نشاندہ
ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عائد شما
میشود، مفوض نمودہ خانقاہ شما را مبارک
باد، جلد تر بیایند و توکلاً علی اللہ اینجا
آمدہ بنشینید، اگر اللہ تعالیٰ مرا بیام مزید
بصدقہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم
از توجہ و ہمت قاصر نیستم ہرچہ فتوح از

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت
شاہ ابوسعید صاحب و احمد سعید صاحب اللہ
تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بنائے، سلام
مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے
بعد واضح کیا جاتا ہے، کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری
طلب کیواسطے بھیجے گئے، معلوم نہیں، کہ آپ
تک پہنچتے ہیں، یا راستہ ہی میں ضائع ہو جاتے
ہیں، فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے، بیٹھنے
کی طاقت بھی نہیں رہی، امراض کا ہجوم ہے، اور
صدائے کوچ بلند فقیر کی بجز آپکے دیدار کے اور کوئی
بھی آرزو ہی نہیں، بلکہ غیب سے القا ہو رہا ہے
کہ ابوسعید کو طلب کرنا چاہیے، اور حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اسپر باعث ہے
اور میں نے دیکھا ہے، کہ تمکو میں نے اپنی دائیں
ران پر بٹھایا ہے، اور وہ منصب جس کے
آثار عنقریب تم پر وارد ہونگے، تمہارے سپرد
کیا ہے، یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد
تشریف لائیں، اور توکلاً علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں
اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبار رضی کے صدقے میں
مجکو بخشدیا، تو توجہ اور ہمت سے میں قاصر
نہیں ہوں، غیب سے جو کچھ آمد ہو، اپنی اور

غیب برسد صرف مایحتاج خود و وابستہ ہائے
خود نمایند، وآنچہ باقی ماندہ بر فقرا تقسیم
کنند، ہمہ اہل خانقاہ و اکثر مردمان شہر
شمارا میخواہند، مثل احمد یار و ابراہیم بیگ
و میر خورد و مولوی عظیم و مولوی شیر محمد
بلکہ جمیع مردمان شہر بارہا میگویند، کہ میاں
ابوسعید لائق اند، کہ درانیجا نشینند، و
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و اکثر اعزہ
شہر بر اخلاق حسنہ و مسکنت و شکست
و حفظ و مشغولی و بردباری شما نظر کردہ
مجوز طلبیدن شما بلا شرکت غیر میشوند بہر
صورت عازم اینجا شوند، در چوپالہ یا در
گاڑی بیایند، اجرۂ کہاراں اینجا دادہ خواہد
شد، اجتماع اہل خانقاہ برایں شد، کہ ایشاں
را یعنی شمارا باید طلبید، و مرا نیز الہام کردند
کہ قابلیت ایں کار فقط در شماست بعد
استخارہ بیایند، و حاجت دیگرے نیست
اینجا باشید و رواج طریقہ شریفہ فرمائید
و تدبیر معاش را حوالہ بخدا کنید حسبنا اللہ
و نعم الوکیل و عدہ الٰہی کافی ست بگذار
دنیا سازی یعنی آرام بکن و در راحت باش)

اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں، اور باقی
ماندہ فقراء پر تقسیم فرمادیں، خانقاہ والے اور شہر
کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں، جیسے
احمد یار، ابراہیم بیگ، میر خورد، مولوی عظیم
اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار
کہتے ہیں، کہ میاں ابوسعید خانقاہ کی سکونت و
بود و باش کے لائق ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب اور شہر کے اکثر رؤسا آپ کے اخلاق
حسنہ اور مسکنت طبع اور شکستہ حالی و سادگی
مزاج اور امانتداری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر
پر اعتماد کرکے آپ کے بلوانے کو بلا شرکت احدے
صحیح و درست سمجھ رہے ہیں، بہر حال اسطرف آنے
کا عزم مصمم فرمائیں، پینس یا گاڑی پر تشریف
لادیں، کہاروں کی اجرت یہاں سے دیجائیگی، اہل خانقاہ
اس امر پر متفق ہیں، کہ آپ ہی کو طلب کیا جائے اور
مجھکو بھی الہام ہوا ہے، کہ اس کام کی قابلیت صرف
آپ ہی میں ہے چند بار استخارہ کرکے تشریف لے آویں
کسی دوسرے کی ضرورت نہیں، یہاں رہو، اور
طریقہ شریفہ کو رواج دو، اور روزگار و معاش کی تدبیر
بحوالہ خدا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل خدا تعالےٰ
کا وعدہ کافی ہے، آؤ اور آرام اٹھاؤ ہمارا اب آخری

وقت ما آخر رسید چند انفاس باقی ماندہ را
بہ بینید، و فیضہا بردارید شاید ایں آرزو
بوقوع آید، **بیت**
مرگ آرزو کنم چو شوی مہربان من
یعنی بہ بخت خویش مرا اعتماد نیست
جناب حضرتین[1] در وقت انتقال حضرت
مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودند رضی
اللہ تعالیٰ عنہم و مردماں میگویند، کہ
ازیں ہر دو شخص یکی را متعین کنید، تا بعد
شما نزاع واقع نشود، اگرچہ در کاغذ وصیت
نامہ بمہر فقیر بگواہی ہر سہ میاں[2] صاحب و
دیگر اعزہ نام شما را اولیٰ والیق نوشتہ ام
بالفعل شما را ترجیح دادم و برخوردار احمد
سعید را آنجا گذاشتہ بمجرد رسیدن رقیمہ
ہمہ را جواب دادہ نزد ما بیایند، قبر ما در
صحن ہمیں مکان خواہد شد و تبرکات بر
بالین بر گنبد ضیق و مردماں وابستہ شما
ہر وقتیکہ خواہند آمد، در ہر دو حویلی باشند
و شما اینجا ہمراز ما باشید و اخراجات خانقاہ

وقت ہے، ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ، اور
فیض اُٹھاؤ، شاید یہ آرزو پوری ہو جائے، بیت
مرگ آرزو کنم الخ ترجمہ جب کبھی بھی تو مجھپر
مہربان ہو جائے، تو اُسی وقت ہی میں موت
کی تمنا کروں گا، کیونکہ اپنے اس بخت کمبخت پر
تو مجکو ہرگز اعتماد ہی نہیں، یہ واقعہ ایسا ہی ہے،
جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال
پر ملال کیوقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ
محمد معصوم رضہ حاضر ہیں، اور لوگ کہ رہے ہیں کہ ان دونوں
حضرات میں سے اپنی جانشینی کیواسطے ایک کو متعین فرمائیں
تاکہ جناب کے بعد کسی قسم کی نزاع وقوع میں نہ آئے اگرچہ
میں نے وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحباں (شاہ رفیع الدین
و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز) و دیگر معزز حضرات
کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اَولیٰ و اَلیق لکھا ہے
ولیکن اب میں تمکو ترجیح دیکر متعین کرتا ہوں، برخوردار
احمد سعید کو وہاں چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سبکو جواب دیکر
ہمارے پاس آپہنچ جاؤ، ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں
ہوگی، اور تبرکات ہمارے سرہانے تنگ گنبد میں رکھے جائیں
اور تمہارے متعلقین جب چاہیں یہاں آکر دونوں حویلیوں

[1] یعنی حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید و حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رح [2] یعنی شاہ رفیع الدین
و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز صاحباں رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

ہمہ برطور شماست بہر طور کہ مناسب دانید
و بردباری و تحمل بسر برید و دعائے حسن خاتمہ
و لقائے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمدؐ
مصطفےٰ فرمائید زیادہ والسلام انتہی کلامہ
الشریف * دائرہ
حقیقت صوم محاذی
حقیقت قرآنی واقع

دائرہ
حقیقت
صوم

شدہ است در رمضان در سال یکہزار و
دوصد و بست و ہفت حضرت پیر دستگیر
بندہ را دریں حقیقت عالی توجہ فرمودند و
آثار و انوار ایں حقیقت عالی بریں ذرہ
بمقدار ورود فرمودند، و عدمیتے خاص
و صمدیت باختصاص ظہور نمودہ ازیں حقیقت
حظے وافر فرا گرفت فالحمد للہ علیٰ ذٰلک
استغنا بدانند کہ از سالہا آرزوئے آں داشتم کہ
حضرت پیر دستگیر بندہ را بضمنیت خود
سرفراز فرمایند چہ ضمنیت آنحضرت بعینہ
ضمنیت حبیب خدا است صلی اللہ علیہ
وسلم چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت
ایشاں شہید میرزا صاحب قبلہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بضمنیت خود بشارت فرمودہ اند

میں رہیں، اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو، اور خانقاہ
کے سلسلے اخراجات تمہاری رائے کے موافق ہونگے جس
طرح تم مناسب سمجھو، صرف کرو، اور تحمل اور بردباری سے
کام لو، اور دعا حسن خاتمہ اور جان افزا الملاقات اور
اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھو والسلام
آپکا کلام شریف ختم ہوا، اب معلوم رہے، کہ حقیقت
صوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے
سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف
میں حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ
میں توجہ فرمائی، اور اس عالی حقیقت کے انوار و آثار
اس ذرہ بمقدار پر وارد ہوئے اور ایک قسم کی خاص
عدمیت و نیستی اور باختصاص صمدیت و بے نیازی
نے ظہور کیا، اور اس حقیقت سے میں نے بہت کچھ حصہ
لیا، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک جاننا چاہیے، کہ مجھ کو
برسوں سے یہ آرزو تھی، کہ حضرت پیر دستگیر مجھے اپنی
ضمنیت سے سرفراز فرمائیں، کیونکہ آپکی ضمنیت بعینہ
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت ہے،
اس لئے کہ حضرت پیر دستگیر کو حضرت میرزا
مظہر جان جاناں شہید قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اپنی ضمنیت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے، اور
حضرت میرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ الشیوخ

وحضرت میرزا صاحب قبلہ را حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بضمنیت خود مبشر ساختہ وحضرت شیخ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بضمنیت کبریٰ امتیاز یافتہ واین معنی را بارہا بخدمت فیضدرجت حضرت پیر دستگیر عرض کردہ بودم تا آنکہ درسال ہزار و دوصد وسی ہجری در ماہ صفر بندہ ختم قرآن مجید کہ در حضور در نوافل اوابین ختم میکردم، باختتام رسید بعد از ختم بہ بندہ ارشاد کردند کہ از ما چیزے خواہشے داری بخواہ بندہ عرض کردم، کہ امیدوار ضمنیت حضرت ہستم بندہ را از غایت بندہ نوازی نزدیک خود طلبیدہ بسینۂ مبارک چسپانیدہ تادیر توجہ فرمودند احوالے بر من ورود نمودہ کہ اظہار آں اسرار ممکن نیست و در انوار مبارک آنحضرت استغراقے بہم رسید، دیدم کہ باطن من آئینہ واری مقابل باطن مبارک آنحضرت ایشان شدہ ہرچہ در باطن آنحضرت موجودست بعینہ در باطن بندہ نمودار گردیدہ است، بر نہجے کہ فرق درمیان ہر دو باطن باقی نماندہ اِلَّا مَا شَاءَ اللہ سُبْحَانَہٗ قربان حضرت پیر دستگیر خود

شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت سے مبشر فرمایا، اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ضمنیت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے اور اس امر کو بارہا حضرت پیر دستگیر کی خدمت فیضدرجت میں مَیں نے عرض کیا، یہاں تک کہ سن ہجری ایک ہزار دو سو تیس کے ماہ صفر میں حضور کے روبرو نوافل اوابین میں قرآن مجید جو پڑھا کرتا تھا، ختم کیا، ختم قرآن مجید کے بعد حضرت نے بندہ کو ارشاد فرمایا، کہ ہمسے کچھ خواہش رکھتے ہو تو کہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کی ضمنیت کا امیدوار ہوں، اسپر آپنے غایت بندہ نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرما کر اپنے سینہ مبارک سے لگا کر دیر تک توجہ فرماتے رہے ایسے حالات مجھ پر وارد ہوئے، کہ اُن کا اظہار ممکن نہیں، اور حضور کے مبارک انوار میں مجکو پورا استغراق حاصل ہوا، مینے دیکھا، کہ میرا باطن آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و مقابل ہوا، اور جو کچھ بھی حضور کے باطن میں موجود ہے، بعینہ میرے باطن میں اس طرح نمودار ہوا، کہ ہر دو باطن میں کچھ بھی فرق نہ رہا اِلَّا مَا شَاءَ اللہ سبحانہ حضرت پیر دستگیر کے قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کمال

شوم کہ او تعالیٰ چہ کمالے وچہ قوتے حضرت
ایشاں را عطا فرمودہ است، کہ سگ گرگین
را از یک توجہ بمرتبہ قرب مے نوازند، و
مرغکے بے بال و پر را باز اشہب مے
سازند، رَزَقَنَا اللّٰہُ تعالیٰ مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَ
نَفَعَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ کَمَالَاتِہٖ وَ
جَعَلَنِیَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِی الدَّارَیْنِ مِنْ
عَبِیْدِ خِدْمَتِہٖ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ
اٰمین وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ چوں دریں
مقاماتِ مسطورہ بندہ را توجہ فرمودند نقل
اجازت نامہ تمام کہ وعدہ ترقیم آں نمودہ ام
تبرکا ایراد مینمایم، در اجازت نامہ سابق
بعضے عبارات زیادہ فرمودہ، بندہ را
عنایت کردند،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ گذارش
مینماید، کہ فضائل وکمالات مرتبت صاحبزادہ
والا نسب حضرت حافظ محمد ابوسعید را
اَسْعَدَہُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ اشتیاقِ کسب
نسبت باطنی آباء کرام خود رحمۃ اللّٰہ علیہم

اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے، کہ خارش زدہ کتے
کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ سرفراز
فرماتے ہیں، اور کمینیلے پر و بال مرغ کو باز اشہب (باز سفید)
بنا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمکو اُن کے برکات عطا فرمائے
اور اُنکے کمالات سے نفع پہنچائے، اور مجکو دارین
میں انکے خدمتگار غلاموں سے بنائے، اور اس
دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے، و
صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین چونکہ حضرت نے ان تمام مقامات مسطورہ
میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی، اور بعد ازاں اجازت
نامہ بھی عطا فرمایا، لہذا اب پورے اجازت نامہ کی
حسب وعدہ تبرکاً نقل کرتا ہوں، سابق اجازت
نامہ ہی میں کچھ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے
غلام کو اجازت نامہ عنایت فرمایا، وہ
یہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ المشہور بہ غلام علی عفی عنہ گذارش
کرتا ہے، کہ فضائل وکمالات مرتبت صاحبزادہ والا
نسب حضرت حافظ محمد ابوسعید اللہ تعالیٰ اُس کو دارین
میں سعادتمند کرے (کو اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی
باطنی نسبت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا، بناءً علیہ

پیدا شد، رجوع بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگان
ایشان را با این ہمہ عدمِ لیاقت خود از اجابت مسئول
چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشاں کردہ شد
بعنایت الٰہی بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
در چندی لطائف ایشاں را جذبات الٰہیہ در رسید
زیرا کہ معمول منست کہ توجہات بر لطائف خمسہ
معًا میکنم، و توجہ حضور با کیفیات و بعضے اسرار
ایشاں را دست داد، و آں توجہ استہلاکے یافت
و رنگے از فنا در باطن ایشاں طاری شد و ظہور
پرتوی از توحید حالی افعالِ عباد را از نظر ایشاں
مستور گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ
یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس کردہ شد بعروج
و نزول در آنجا مستہلک آں حالات گشتند
و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند
و انا را شکستگی رسید، کہ اطلاق لفظ انا بر خود
متعذر دانستند و نوری از وحدت شہود در
باطن ایشاں تافت، ممکنات مرایای وجود و
توابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد ازاں
توجہ والقائے انوار نسبت بر عناصر ایشاں
کردہ میشود، و جذبی و توجہی عناصر را دریافتند
فالحمد للہ علیٰ ذالک و آنچہ در ینجا نوشتہ ام

انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے
باوجود اپنی اس تمام عدم لیاقت کے ان کے بزرگوں
کے حقوق کی رعائت کر کے انکے سوال کی اجابت سے
کوئی چارہ نہ دیکھا اور انکے لطائف پر توجہات کی
گئیں، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار
رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں انکے لطائف کو جذبات
الٰہیہ نے آ پایا، کیونکہ میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف
پنجگانہ پر یکبارگی ہی توجہ کرتا ہوں، اور نیز انکو توجہ
اور حضور اور کیفیات اور بعضے اسرار حاصل ہوئے
اور اس توجہ کی وجہ سے ان میں ایک نوع کا استہلاک
پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ انکے باطن میں لاحق ہوا،
اور توحید حالی کے پرتو کے ظہور نے بندوں کے افعال
کو انکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان افعال کو
حضرت حق سبحانہ کی جانب منسوب پایا، بعد ازاں انکے
لطیفہ نفس پر اس کے عروج و نزول میں توجہ کیگئی تو وہ
اس مقام کے حالات میں وہاں مستہلک ہو گئے، اور انہوں
نے اپنی صفات کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا
اور انکے انا کو اسقدر شکستگی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے
اوپر لفظ انا کا بولنا دشوار جانا، اور انکی باطن کو وحدت شہود کا کچھ
نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و
توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بعد ازاں انکے عناصر پر توجہ

باظہار و اقرار ایشاں نوشتہ شد و اینہمہ
حالات و واردات ایشاں من ہم دریافتہ
ام ، و اصحابِ من ہم شہادت آں ہمہ
بعنایت الٰہی سبحانہ دربارہ ایشاں دادند
فالحمد للہ علیٰ ذالک و از کرم کریم
کارساز سبحانہ بواسطۂ مشائخ کرام رحمۃ
اللہ علیہم امید دارم ، کہ بشرطِ التزام صحبت
ترقیات کثیرہ فرمایند ، وما ذالک علی
اللہ بعزیز پس درینصورت ایشاں را
اجازت تلقین طریقہ نقشبندیہ احمدیہ
دادہ شد ، کہ تعلیمِ اذکار و مراقبات و القائے
سکینہ در قلوب سالکان نمایند بعنایت الٰہی
و فاتحہ بر ارواحِ طیبہ قادریہ و چشتیہ
رحمۃ اللہ علیہم بجہت حصول توسل ایشان
باں کبرائے عظام و افاضہ فیوضِ آں اکابر
در باطنِ ایشاں نیز خواندہ شد تا دریں دو
طریقہ علیہ ہر کہ از ایشاں توسل خواہد بعیت
از ایشاں گیرند و شجرہ ایں حضرات باو عنایت
نمایند و تلقین و تربیت بطریقہ نقشبندیہ
احمدیہ فرمایند اللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِلْمُتَّقِیْنَ
اِمَامًا پس وصیت میکنم ، ایشا نرا بدوام

اور نسبت کے انوار کا القا کیا جا رہا ہے ، اور انہوں نے عناصر
کے جذبات اور انکی توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے ، فالحمد للہ علیٰ ذالک
اور اسجگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے ، انکے اظہار و اقرار سے لکھا ہے
اور انکے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے
اور میرے یاروں نے بھی انکے بارے میں خدائے حق سبحانہ کی ان عنایات
کی شہادت دی ہے ، فالحمد للہ علی ذالک اور خدائے کریم کارساز
سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار
ہوں کہ بشرط التزام صحبت انکو بہت کچھ ترقیات عنایت ہونگی
اور اللہ تعالیٰ پر یہ امر ہرگز ہرگز دشوار نہیں ، پس اس صورت
میں انکو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دیدی گئی
کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات کی
تعلیم دیا کریں ، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان بھی
ڈالا کریں ، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب باروح طیبہ
مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی گئی تاکہ انکو ان
کبرا و عظام کیساتھ توسل حاصل ہو ، اور نیز انکے باطن میں
ان اکابر کے فیوض و برکات حاصل ہوں اور ان دو طریقہ
علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے یہ اس سے بیعت لیں اور
ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں اے خدا تو انکو
متقین اور پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ، آمین
اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں
امر ۱ اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا امر ۲

حفظ نسبت باطن وپرداخت حضور وتوجہ
ویاد داشت، در جمیع اوقات واوضاع
ودر جمیع اعمال اتباع سنن حبیب رب
العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وتعمیر
اوقات بنوافل وعبادات وادائے صلوٰۃ
بکمال تعدیل ارکان واذکار وتلاوت
ودرود واستغفار وتفویض امور بحضرت
کارساز سبحانہ اللھم کن لہ کفیلا فی الامور
کلھا برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ بعد ازیں در مدتی بالتزام صحبت
کار سلوک بآخر مقامات برسانیدند، وبا
جمیع درجات طریقہ احمدیہ مناسبت پیدا
کردند، اللہ تعالی در عرض وطول نسبتہائے
احمدیہ ایشانرا رسوخے عطا فرماید، واز
انوار واسرار وکمال وتکمیل ایں طریقہ بہرہ
وافر عطا وکرامت فرماید وطالبانرا از جمیع
مقامات ایں طریقہ بتوجہات ایشان از
نسبت قلبی ونسبت فوقانی بہرہ ور گرداند
فالحمد للہ علی ذالک مقصود از سلوک
طریقہ تہذیب اخلاق ودوام توجہ بجناب
الہی ست تا انکسار ونیاز واخلاص نقد

حضور وتوجہ میں مشغول رہنا، نمبر۳ جملہ اوقات
وحالات میں یادداشت کو نہ چھوڑنا، نمبر۴ تمام
اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین کے سنن کی
متابعت کرنا، نمبر۵ اپنے تمام اوقات کو نوافل وعبادات
کے ساتھ گذارنا اور کمال تعدیل ارکان کیساتھ ادائے نماز
کرنا اور دوسرے اوراد واذکار وتلاوت کلام مجید
ودرود واستغفار وتفویض امور بحضرت کردگار سبحانہ
سے معمور رکھنا، اے خدا انکے تمام امور میں انکا کفیل
بنارہو، برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزام صحبت
کیوجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات تک پہنچایا اور
طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل
کی، اللہ تعالی زمین کے عرض وطول میں انکی مجددیہ
نسبتوں کو رسوخ عطا فرمائے، اور اس طریقہ کے
انوار واسرار وکمال وتکمیل سے کامل حصہ عنایت
کرے، اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے انکی توجہات
کے باعث طالبوں کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی
سے بہرہ مند کرے، فالحمد للہ علی ذالک طریقہ
کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب
الہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے، تاکہ شکستگی و نیازمندی
اور اخلاص ہر وقت موجود رہے، اس کا ظاہر

وقت باشد، ظاہر متبع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و باطن مُعرِض از ماسوای متوجہ بجناب کبریائی سبحانہ گردد،

مثنوی

قربِ نے بالا و پستی رفتن ست
قربِ حق از قیدِ ہستی رستن ست

واقعات را از تقدیر الٰہی یا از افعال الٰہی سبحانہ دیدہ، بتوکل و رضا و تسلیم باید پرداخت والحمد للہ اوّلاً و آخراً والصّلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ کذالک راقم گوید، بعد ترقیم ایں رسالہ در حضور حضرت پیر دستگیر بردم، بعد مطالعہ ایں عبارت ارقام فرمودند، آں عبارت را تبرکاً ایراد بنمائم،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصّلوٰۃ والسّلام علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ ایں رسالہ را مطالعہ نمودہ از آنچہ دریں رسالہ مذکور ست بسیار مسرور و محفوظ گردید، و برائے صاحب ایں رسالہ دعائے خیر کرد، و میکند

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جناب کبریائی سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے،

مثنوی قربِ نے بالا والخ ترجمہ

اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے، قرب حق تو قید ہستی سے چھوٹنا ہے، واقعات و حوادث زمانہ کو تقدیر الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے افعال سے خیال کرکے توکّل اور رضا و تسلیم کے ماتحت رہنا چاہیئے، والحمد للہ اوّلاً و آخراً والصّلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وّ آلہ واصحابہ کذالک راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ رسالہ لکھکر حضرت پیر دستگیر کے حضور میں پیش کیا آپنے مطالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی تبرّکاً نقل کرتا ہوں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا، اس میں جو کچھ مذکور ہے، اُس سے بہت ہی مسرور و محفوظ ہوا، اور صاحب رسالہ کے حق میں دعائے خیر کی اور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ

الله تعالیٰ بواسطۂ پیران کبار رحمة الله
علیهم ایشان را وسیلهٔ شیوع طریقهٔ احمدیہ
کثّرالله سبحانه اهلها فرماید، وآنچه
دریں اوراق نوشته اند بمستفیداں
ایشاں برساند چنانچه آباء کرام ایشاں
را رحمة الله علیهم امام و مرشد و مروّج
ایں طریقه عالیه فرموده است، ایشاں
را نیز سراج هدایت و شمس رشادت گرداند
و در عمر ایشاں برکت نموده معمّر و صالح نماید
وآنچه تحریر کرده اند، موافق علوم و معارف
حضرت مجدد ست، رضی الله عنهم
اللهم زد فزد ذکر ایں بنده ناچیز در
ایں رساله ضروری نیست آرے اظهار
نعمت و شکر منعم لازم ست و ذکر واسطۂ
آں ست اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَ
السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَالْبَرَکَاتُ وَالزَّاکِیَاتُ ٭
الحمد لله والمنه که بفضله وکرمه تعالیٰ تصحیح
ایں رساله مبارکه بر دست فقیر حقیر
نور احمد عفی عنه مصحح مکتوبات مجددیه
باختتام رسید ناظرین کرام بدعائے خیر یاد دارند

بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم انکو طریقہ مجددیہ
کے شیوع کا ذریعہ بنائے، اللہ سبحانہ اس
طریقہ کے اہل کو ترقی و کثرت عنایت فرمائے
اور جو کچھ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا
ہے، انکے مستفیدین کو پہنچائے، اور جیسے
انکے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام و مرشد
اور اس طریقہ عالیہ کا مروّج فرمایا، انکو بھی ہدایت
کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے، اور انکی
عمر میں برکت عطا کر کے دراز عمر اور صالح کرے
اور اس رسالہ میں جو کچھ انہوں
نے درج کیا ہے، وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے موافق و مطابق
ہے، اللھم زد فزد اس ناچیز بندہ کا تذکرہ
اس رسالہ میں ضروری نہ تھا، ہاں البتہ نعمت کا
اظہار اور منعم کا شکر تو واجب و لازم ہے اور ذکر
ذکر اس کا ذریعہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْبَرَکَاتُ وَالزَّاکِیَاتُ
٭ الحمد للہ والمنہ کہ اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ
اس خاکسار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ
آخر تک پہونچایا، تاریخ اختتام ترجمہ ۲۹ ذی الحج
۱۳۴۴ھ ۔ ناظرین کرام خاکسار کو دعائے خیر سے فراموش
نہ فرمائیں